محبت اوس کی صورت

عارفہ رباب

محبت اوس کی صورت

عارفہ رباب

محبت اوس کی صورت

''تم اتنی ڈسٹرب مت ہو اجالا! میں معید بھائی سے مل چکی ہوں وہ اتنے دھیمے مزاج اور اتنے سوفٹ نیچر کے انسان ہیں کہ مجھے یقین ہے ان کی ہمراہی میں تمہارے دل و دماغ سے عاقب کی شبیہہ بھی مٹ جائے گی۔'' شہلا نے اجالا کا ہاتھ تھامتے ہوئے بہت یقین سے اس کے واہمے دور کیے۔

''یہ بات نہیں ہے شہلا مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کس کا مزاج کیسا ہے یا میرے نصیب میں عاقب نہیں۔۔۔ مگر مجھے کچھ وقت دیا جاتا، مجھے منافقت پسند نہیں، میں چاہتی ہوں میں جس کی زندگی میں شامل ہوں، تمام تر ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ ہوں، میں عاقب کی یادوں سے فرار نہیں چاہتی میں اس کی یادوں سے رہائی چاہتی ہوں، وہ میرا گم گشتہ باب ہے ہمیں بچھڑے ہوئی بھی ایک عرصہ ہو گیا مجھے اپنا ذہن کلیئر کرنے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا، بس اتنی سی گزارش تھی میری۔'' اس نے ایک گہری سانس لے کر اپنا پوائنٹ آف ویو اس کے سامنے کیا۔

''وہ تو سب ٹھیک ہے مگر اب انکل کو ہی اتنی جلدی ہے اور پھر سچ کہوں اجالا میں نے کسی کے لیے انکل کے منہ سے اتنی تعریفیں نہیں سنیں، تمہارے لیے تو وہ والد ہیں تم زیادہ بہتر جانتی ہو گی کہ وہ کتنے سلیکٹو بندے

ہیں مجھ سے جس طرح انہوں نے معید بھائی کی تعریف کی یقین کرو میں تو حیران رہ گئی۔

انہوں نے کہا اجالا کی شخصیت اور مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے آج تک جس کے ساتھ بھی اس کی "Match Making" کی کوئی بھی میرے معیار پر پورا نہیں اترا، میں کچھ مایوس سا ہو چلا تھا کہ شاید میں اپنی بیٹی کو ایک پرفیکٹ جوڑ نہ دے پاؤں کہ وہ ذہنی آسودگی نہ دے پاؤں جو اہم چیز ہے، میری بیٹی بہت خوبصورت دل اور خوبصورت خیالوں کی مالک ہے مگر معید کو دیکھ کر میں نے جانا کہ میری تلاش اختتام کو پہنچی۔ وہ بلاشبہ ایک بہترین انسان ہے، میں نے اپنی اب تک کی گزری زندگی میں بہت کم اتنے مکمل انسان دیکھے ہیں میں آخر اپنی کوہ نور بیٹی کے لیے ایک نایاب ہیرا ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

ان کے انداز میں اتنا تفاخر تھا کہ میں جو صرف اتنا کہنے گئی تھی کے اجالا کو اس شادی پہ کوئی اعتراض نہیں بس وہ چاہتی ہے کہ شادی کچھ ڈیلے ہو جائے تو ان کی یہ سب باتیں سن کر میں اتنا بھی نہ کہہ پائی۔"

اور وہ بہت دھیان سے شہلا کی باتیں سن رہی تھی، اس کے خاموش ہونے پہ چونک گئی، اس کے چہرے پہ ایک خوبصورت مسکان ابھر آئی۔

اس کے لیے اپنے پاپا کی یہ رائے بہت قیمتی تھی اور یقیناً وہ شخص بھی قیمتی تھا جس کے لیے اس کے پاپا کی سوچ اتنی خوبصورت تھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے پاپا اسے اتنا اچھا سمجھتے تھے اور اس کے لیے اتنے عرصے سے ایک بہترین انسان کی تلاش میں تھے۔ اب اس کے لیے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اتنی تلاش و بسیار کے بعد جب انہیں اطمینان نصیب ہوا تو وہ یوں ان کی پسند کو ٹھکرا دے کم از کم اس جیسی لڑکی کے لیے یہ ناممکن تھا۔ چاہے اس کے لیے اسے اپنے دل کا خون ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

"کیا ہوا۔۔۔۔ کیا سوچنے لگیں اور اب اللہ کے لیے اپنی یہ وقفے وقفے سے مراقبے میں جانے والی عادت پہ قابو پالو، شوہر حضرات ایسی باتوں پہ بخشتے نہیں۔" شہلا اس کی اس بیٹھے بیٹھے کھو جانے والی عادت پہ بہت چڑتی تھی۔

"اور ہاں ایک بات تم معید بھائی کو بھی کبھی بھی عاقب کے بارے میں بتانے کی کوشش مت کرنا مرد جتنے بھی اچھے اور بہترین کیوں نہ ہوں، بہر حال اتنے اعلیٰ ظرف نہیں ہوتے کہ بیوی کے ساتھ کسی کا نام برداشت کر پائیں، سمجھ رہی ہو نا میری بات۔" شہلا کی بات پہ وہ الجھ گئی۔

"کیا مطلب؟" اور تم جانتی ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"ہاں بہت اچھی طرح جانتی ہوں سچ کی علمبردار۔" شہلا نے دانت پیسے۔

"بے شک جھوٹ مت بولنا مگر سچ بھی بولنے کی ضرورت نہیں۔"

"مگر شہلا میں نے سوچا تھا کہ پہلی بار میں ہی انہیں عاقب کے بارے میں سب بتا دوں گی اس طرح کسی اچھے انسان کو دھوکہ دینا، اتنی منافقت، اتنی دھوکے بازی مجھ سے نہیں ہو سکتی اور پھر ہر وقت سر پر پول کھل جانے کا خوف۔" اس کے نادر خیالات سن کر شہلا نے بے اختیار اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"میں نے تمہیں کبھی بھی اتنا احمق نہیں سمجھا۔" شہلا نے ناراضگی سے کہا۔

"مگر شہلا اگر ایک بندہ فیئر ہے تو وہ ڈیزرو کرتا ہے کہ۔۔۔۔"

"تم سے کس نے کہا وہ فیئر ہے، پہلی بات، دوسری بات مرد اگر فیئر نہ ہو تب بھی وہ بیوی کو فیئر دیکھنا چاہتا ہے، تیسری بات مرد بیانگ دہل اپنے ایک سو ایک معاشقے بیوی کو گوش گزار کر سکتا ہے، مگر بیوی کا ایک

عشق ان سے ہضم نہیں ہوتا، آئی سمجھ۔" شہلا نے اس کی بات کاٹ کر تلخی سے کہا۔

"تم مردوں کی فطرت کو اتنی گہرائی سے کیسے جانتی ہو؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"یہ کوئی ایسی گہرائی کی بات نہیں یہ مردوں کی عام باتیں ہیں، پتا نہیں تمہیں کیوں اتنی انوکھی لگ رہی ہیں۔" شہلا نے لاپرواہی سے کہا۔

"ادھر تم ایسی باتیں کر کے مجھے ڈرا بھی رہی ہو اور ادھر یہ بھی کہہ رہی ہو پاپا نے میرے لیے ایک پرفیکٹ انسان پسند کیا۔" وہ کچھ خائف ہوئی۔

"حفظ ماتقدم کے طور پہ میں تمہیں یہ سب کہہ رہی ہوں عام مردوں کی بات کر رہی ہوں میرا مقصد تمہیں ڈرانا نہیں بلکہ وارن کرنا ہے اور پھر میں یا تم، معید بھائی کے مزاج کو اتنا نہیں جانتے، بعد میں تم آہستہ آہستہ جان جاؤ گی اور پھر احتیاط اچھی چیز ہے۔" شہلا نے اسے رسان سے سمجھایا پھر ٹھہر کر بولی۔

"مجھے یقین ہے اب تم معید بھائی کو عاقب کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔" شہلا نے بہت امید سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ نہیں بتاؤں گی۔" اس نے ایک گہری سانس لی تو شہلا نے بھی بے اختیار شکر ادا کیا ورنہ اسے ڈر تھا کہ وہ اپنی سادگی میں کچھ کہہ نہ دے دراصل وہ خود بہت صاف ستھرے ذہن کی مالک لڑکی تھی اس لیے دوسروں سے بھی ایسی امید رکھتی تھی اور اپنے شریک حیات کے لیے اتنی سی بے ایمانی اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی چاہے اس کے بعد اس کی زندگی میں کتنی ہی مشکلیں کیوں نہ آئیں۔

*_*_*

عاقب سے اس کا تعلق کچھ زیادہ پرانا نہیں تھا ایک عام سی کہانی تھی لیکن خیالوں کی پاکیزگی اور گہرائی نے اسے

خوب صورتی عطا کی تھی۔ وہ اور عاقب یونیورسٹی میں پڑھتے تھے، عاقب اس نے سینئر تھا ہلکی پھلکی سلام دعا نے کب یہ روپ اختیار کیا نہ عاقب سمجھ پایا نہ اجالا۔۔۔ اور خود اجالا اس قسم کے چکر میں انوالو ہونا نہیں چاہتی تھی، وہ بہت محتاط اور سلجھے ذہن کی لڑکی تھی، مگر عاقب کی شخصیت، میچورٹی اور اچھوتے خیالات نے کب اسے اپنا اسیر کیا وہ سمجھ ہی نہ پائی ورنہ وہ اتنی جلدی۔۔۔ کسی بھی شخصیت سے کم ہی متاثر ہوتی۔

اس کی دوست بھی ایک واحد شہلا ہی تھی اور بہت بھی کوئی نہیں بس ایک بڑے بھائی ارسلان تھے اور یہ چند رشتے اس کے لیے بہت قیمتی تھے جس میں اب عاقب کا اضافہ ہو گیا تھا عاقب کی سلام دعا شہلا سے ہی تھی مگر وہ جب بھی شہلا سے ملتا اجالا سے بھی خیر خیریت دریافت کر لیتا اجالا بھی عاقب کی نظروں میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھ چکی تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دونوں ہی ایک دوسرے کے دلوں میں پنپتے جذبے سے آشنا ہو چکے تھے مگر زبان پہ یہ موضوع بہت کم آیا تھا اجالا کو معلوم تھا کہ عاقب ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا خود کا تعلق اپر کلاس سے تھا، وہ یہ بات جانتی تھی کہ اس کے پاپا کی نظروں میں شخصیت کو پرکھنے کی کسوٹی کچھ اور تھی اور وہ شخصیت کی مضبوطی اور کردار کو اہمیت دیتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی انسان کو دولت کے ترازو میں نہیں تولا ان کی نظروں میں دولت ایک اضافی خوبی تو تھی مگر بنیادی نہیں اس لیے اسے اس بات کی کوئی فکر نہ تھی۔

عاقب کے تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی اس کا عاقب سے فون پہ رابطہ تھا اور اگر کبھی ملنا ہوتا تو وہ یونیورسٹی آ جاتا تھا انہوں نے کبھی باہر ملاقات نہیں کی۔ نہ عاقب نے ایسی کوئی ڈیمانڈ کی اس کے مزاج کو سمجھتے ہوئے سوائے ایک مری ٹرپ کے جس میں یونیورسٹی کی طرف سے وہ لوگ کاغان مری وغیرہ گئے تھے دو چار پانچ

دن اس کی زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے اس میں عاقب بھی تھوڑا کھلا تھا اور اس کے چہرے پہ چھائی سرخی نے بھی کئی لوگوں پہ ان کے جذبے عیاں کر دیے تھے۔ وہ اپنی زندگی سے بہت مطمئن تھی، اسے اندازہ تھا کہ اس کی فیملی میں سے کوئی بھی عاقب پہ اعتراض نہیں کرے گا اس کی شخصیت نظر انداز کرنے والی تھی بھی نہیں۔ وہ اس کے والدین اور بھائی کے معیار پہ ہر لحاظ سے پورا اترتا۔ مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ عاقب خود پیچھے ہٹ جائے گا اس کے فائنل کے لاسٹ پیپر میں وہ اس سے ملنے آیا تھا اور اس کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی نے اس کے حساس دل کو سہما دیا تھا اور جب اس نے بتایا کہ اس کا ویزہ آگیا ہے اور وہ تائیوان جا رہا ہے تو کتنی دیر خاموشی سے وہ اس کی شکل دیکھتی رہ گئی بے شک ان کے درمیان اس موضوع پہ باتیں نہیں ہوئی تھیں مگر وہ اس کے جذبوں سے ناآشنا تو نہیں تھا۔ پھر یوں اچانک۔۔۔

''میں نے تمہیں اپنے بارے میں کبھی بتایا نہیں لیکن آج بتانا چاہوں گا تاکہ تم مجھے غلط نہ سمجھو، میرا تعلق مڈل کلاس سے ہے۔ یہ تو تم جانتی ہو مگر مڈل کلاس میں ایک ہوتا ہے سفید پوش گھرانہ بس تو ہم بھی سفید پوشی کا بھرم رکھے ہوئے تھے میں اپنی فیملی میں سب سے بڑا ہوں میری تین بہنیں اور دو بھائی ہیں ہمارا اب تک گھر والد کی تنخواہ میں ہی چل رہا تھا مگر ان کے اچانک ہو جانے والے ایکسیڈنٹ نے ان کی جاب چھڑا دی سب جمع پونجی سے والد صاحب ٹھیک تو ہو گئے مگر اب ان کی عمر ایسی نہیں کہ وہ جاب کے لیے دھکے کھاتے یوں بھی اب میں اس قابل ہو گیا تھا کہ گھر کی ذمہ داری سنبھال لوں اس لیے مجھے یہ گوارہ نہیں تھا۔ اب تک مختلف ٹیوشنز کر کے میں اپنی تعلیم کمپلیٹ کر رہا تھا۔ سال بھر فارغ رہ کر بھی مجھے جاب نہیں ملی تو میں نے باہر جانے کا ارادہ کیا مجھے اندازہ تھا پاکستان میں رہ کر میں اپنے ڈھیروں مسائل حل نہیں کر سکتا پھر میری لک کہ

ایک جگہ سے مطلوبہ رقم کا انتظام ہو گیا۔

پہلے وہ قرض اتارنا، پھر اپنی تینوں بہنوں کی شادی، دونوں بھائی چھوٹے ہیں ان کا کیریئر بنانا، والدین کا علاج، والدہ شوگر کی مریضہ ہیں نہ وہ خود پر توجہ دیتی ہیں اور حالات کی وجہ سے ہمیں بھی چشم پوشی کرنا پڑتی ہے۔

ایک بہترین گھر، معاشرے میں ایک مقام، اس کے بعد میری اپنی ذات، غرض میرے مسائل بہت اور پلاننگز بھی لمبی چوڑی ہیں، میرا ابھی چار سال کا کانٹریکٹ ہے، اس کے بعد بھی کچھ کنفرم نہیں کتنا وقت لگ جائے، اس لیے جاتے جاتے تمہیں اس ان دیکھی زنجیر اور نہ کیے وعدوں سے رہائی دے کر جانا چاہتا ہوں۔''

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا گویا اب کہنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں۔

اجالا کو اپنے دل اور روح میں سناٹے اترتے محسوس ہوئے اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب وہ یہ سب سن کر کیا کہے، وہ اس سے لڑ جھگڑ نہیں سکتی تھی۔ چیخ چلا کر رو دھو کر کوئی واویلا نہیں کر سکتی تھی اس نے کبھی اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا، قسمیں نہیں کھائی تھیں اسے کوئی خواب نہیں دکھائے تھے، وہ تو یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس نے اسے دھوکہ دیا، فلرٹ کیا یا اس کے ساتھ بے وفائی کی۔ ''کیا اسے دکھ نہیں ہو رہا تھا یہ انجانا ان دیکھا تعلق توڑتے ہوئے۔'' اسنے پہلی بار نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر نظر نہیں ہٹا سکی اس کے چہرے میں اس کے اندازے سے زیادہ کرب واذیت رقم تھی، جب ایک ساحال دونوں کا ہے تو پھر بیچ میں جدائی کا آنا ضروری تھا، عاقب نے بھی اپنے چہرے پہ اس کی نظریں محسوس کر لی تھیں، اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

''کیا ہوا۔۔۔؟ کچھ کہو گی نہیں۔۔۔؟'' عاقب کے صبیح چہرے کی ملائمت اور نرمی کو اپنی نظروں میں جذب کر کے بولا۔

"کیا کہوں؟" وہ بجھے بجھے انداز میں بولی۔ اب کہنے کو بچا ہی کیا تھا۔

"کچھ بھی۔۔۔۔ لڑ ہی لو۔۔۔ شاید تم جیسی پیاری لڑکی میری قسمت میں نہیں۔" آدھا جملہ اس نے دل میں سوچا۔

"عاقب تم کہو تو میں تمہارا انتظار۔۔۔۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر اجالا کو مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔

"پلیز مجھے اتنا خود غرض مت سمجھو۔ یہ وقت تمہارا زندگی کی خوشیوں کو پوری شدت سے محسوس کرنے کا ہے میں تمہیں انتظار کی سولی پہ چڑھا کر نہیں جا سکتا وہ بھی اس صورت میں جب مجھے خود بھی پتا نہیں کہ مجھے لوٹ آنے میں مزید کتنا وقت لگ سکتا ہے لیکن ایک سچائی بتا دوں۔ تم میری زندگی کی سب سے خوبصورت یاد اور کسک بن کر میری زندگی کے سفر میں ہمیشہ شامل رہو گی۔" اس کے بعد وہ رکا نہیں۔

یہ تھی اس کی اور عاقب کی آخری اوقات اس کے بعد عاقب تائیوان چلا گیا۔ اب تو اسے گئے دو سال ہو گئے تھے، اس کے بعد اجالا کی کبھی فون پہ بھی بات نہیں ہوئی مگر شہلا سے اس کا رابطہ تھا مہینہ دو مہینے میں اسے شہلا سے عاقب کے بارے میں خبر مل جاتی تھی اور اس کو اجالا کے بارے میں، اجالا نے کبھی خود سے شہلا سے عاقب کے بارے میں نہیں پوچھا، جب بھی فون آتا شہلا خود ہی ذکر کر دیتی اور اس کا مخصوص جملہ۔

"وہ تمہارے بارے میں بھی پوچھ رہا تھا۔" اسے معلوم تھا "بھی" اضافی لفظ ہے اور وہ اس کے بارے میں جاننے ہی کے لیے فون کرتا ہے مگر فی الحال وہ یہ خوش گمانی اپنے تک ہی محدود رکھنا چاہتی تھی اور اس نے اپنے طور پر تہیہ کر لیا تھا کہ وہ عاقب کا انتظار کرے گی، اس کے منع کرنے کے باوجود ہو سکتا ہے کہ ان کی قسمت میں ملن ہو۔ مگر اب جو اچانک اس کے والد نے شادی کا شوشا چھوڑا تھا اور پھر بقول شہلا کے ایک بہترین

شخص تلاش و بسیار کے بعد ڈھونڈا تو اس میں ہمت نہیں تھی کہ ان کو انکار کر پاتی وہ فطری طور پر ایک نرم دل لڑکی تھی اور کم از کم اپنی ذات سے کسی کو دکھ دینا یا پریشان کرنا اسے گوارا نہیں تھا اور اپنے والد کو تو بالکل نہیں ان کا ایک مان بھرا انداز ہی اسے پسپا کرنے کے لیے کافی تھا یوں بھی ایک دھندلی منزل کے لیے وہ کیا جدوجہد کرتی، مگر چونکہ ابھی تک اس نے عاقب کو دل سے بھلانے کی کوشش نہیں کی تھی تو وہ اس اچانک افتاد پہ بوکھلا گئی تھی اور کچھ وقت چاہ رہی تھی۔

--*-*

"میں نے عاقب کو تمہاری شادی کے بارے میں بتا دیا۔" اس کی شفاف ہتھیلی پہ مہارت سے مہندی سے ڈیزائن بناتے ہوئے شہلا نے کہا تو وہ چونک گئی۔

"وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔" اپنی بات کے جواب میں شہلا نے اس کے ہاتھ کی لرزش کو واضح طور پر محسوس کیا۔

"اب کیا فائدہ۔۔۔۔؟" اجالا نے دل میں سوچا۔

"مگر میں نے اسے منع کر دیا۔" شہلا نے کچھ توقف کے بعد اپنی بات مکمل کی۔ "میں جانتی تھی تم ڈسٹرب ہو جاؤ گی۔"

"جب منع کر ہی دیا تھا تو مجھے بتانے کی کیا ضرورت تھی اب بھی میں ڈسٹرب ہو گئی ہوں۔" اس نے پھر کڑھ کر سوچا۔

"کیا ہوا۔۔۔ اتنی خاموش کیوں ہو۔۔۔؟" شہلا نے اس کے دل کی بات جاننی چاہی، مگر وہ پھر بھی

خاموش رہی۔

''پریشان مت ہو اللہ جو بھی فیصلہ کرتا ہے بہترین کرتا ہے کم از کم اپنے پسندیدہ بندے کے ساتھ وہ کچھ برا نہیں کرتا۔'' شہلا نے اسے اپنے طور پر تسلی دی۔

*_*_*_*

ایک فرمانبردار بیٹی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اس نے سر جھکا دیا اور شادی کی آخری رات اس نے جتنے آنسو تھے عاقب کی یاد میں بہا دیے تھے اب اسے پوری ایمانداری کے ساتھ معید کی زندگی میں شامل ہونا تھا اور آخری سانس تک اس نے معید کی وفادار رہنے کا خود سے عہد کیا تھا۔

تمام رسموں سے فارغ ہونے کے بعد اسے معید حسن کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا اور اب وہ اپنے ذہن کو تمام سوچوں سے آزاد کر کے یکسو ہو کر بیٹھی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور معید حسن اندر داخل ہوئے وہ سنبھل گئی۔

''السلام علیکم۔۔۔۔'' ایک گھمبیر سنجیدہ نرمی و اپنائیت کا تاثر لیے آواز کمرے میں گونجی۔

''وعلیکم السلام۔'' اس نے دھیرے سے سلام کا جواب دیا۔

وہ کچھ دیر مسہری کے کنارے سوچ میں گم بیٹھے رہے پھر ان کی مدھر آواز گونجی۔

''ایکچولی میں زندگی کو بہت فیئر انداز میں گزارنے کا عادی ہوں مجھے کسی رشتے میں دھوکہ دہی اور بے ایمانی پسند نہیں۔'' وہ کچھ دیر ٹھہرے۔

اس کا دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا۔''کہیں ان کو میرے اور عاقب کے بارے میں پتا تو نہیں چل گیا۔''

''مگر شادی اس قدر اچانک ہوئی کہ مجھے فوری طور پر سوچنے کا موقع نہیں ملا اب آپ میری زندگی میں شامل ہوئی ہیں تو آپ کو میرے بارے میں جاننے کا مکمل اختیار ہے میں شادی سے پہلے کسی کو پسند کرتا تھا بلکہ اسے تھا تو نہیں کہہ سکتے کہ ابھی فوری طور پر وہ لڑکی میرے دل و دماغ سے نہیں نکلی، میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کی طرف بڑھوں تو مکمل آپ کا ہوں، میرا ذہن و دل شفاف ہو، میں نے آپ کو بتایا نا میں ہر تعلق فیئر نبھانے کا عادی ہوں تو کیا آپ مجھے سنبھلنے کا موقع دیں گی۔'' وہ شائستگی سے اپنی بات مکمل کر کے اپنی بات کا تاثر اس کے چہرے پہ کھوجنے لگے۔

اجالا نے بے اختیار ایک طمانیت بھرا پر سکون سانس لیا، اسے بھی تو فی الحال کچھ وقت درکار تھا۔

''ایزیو وش۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔'' وہ بھی نرمی سے کہتے ہوئے اٹھ گئی۔

معید حسن نے بہت حیرت سے اس کے چہرے پہ چھائی اس اطمینان کی لہر کو دیکھا، وہ تو کنفیوز تھے کہ کہیں وہ اس میں اپنی ہتک نہ محسوس کرے یا واویلا نہ کرے، ہوتی ہے کچھ عاقبت نااندیش لڑکیاں، جو بات سمجھتی نہیں ہیں اور فضول سچویشن کری ایٹ کر دیتی ہیں، مگر اس کے انداز نے انہیں الجھا دیا گویا وہ خود بھی ایسا چاہتی تھی مگر لڑکی ہونے کی وجہ سے وہ یہ سب نہ کہہ پائی جبکہ انہوں نے آرام سے کہہ دیا۔ مگر کیوں؟

''وہ ایسا کیوں سوچتی تھی۔۔۔۔؟'' ان کے ذہن میں سوال ابھرا، اسی وقت اجالا کپڑے بدل کر آ گئی تو وہ سر جھٹک کر کپڑے چینج کرنے چلے گئے۔

اور جب وہ فریش ہو کر کپڑے چینج کر کے لوٹے تو اجالا صوفے پہ بے خبر سو رہی تھی انہوں نے کچھ اچھنبھے سے اسے دیکھا بلکہ قریب جا کر اس کے سانسوں کے مخصوص زیروبم کو محسوس کیا حیرت ہے اس بے فکری

پہ وہ عش عش کر اٹھے۔

اب نہیں کیا خبر وہ بے چاری کئی ہفتوں سے جاگی ہوئی تھی اب جو تھوڑی بے فکری اور سکون محسوس ہوا تو فوراً نیند کی پری مہمان ہو گئی۔

صبح معید حسن کی آنکھ دروازے کی آواز پہ کھلی تھی پہلی نظر ان کے سامنے اجالا پہ پڑی وہ نماز پڑھ رہی تھی انہوں نے حیرت سے گھڑی دیکھی اس وقت صبح نو بجے کون سی نماز۔۔۔۔؟ شاید فجر میں آنکھ نہیں کھلنے پہ وہ قضا پڑھ رہی تھی وہ بیٹھ کر اس کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ وہ عین دروازے کے سامنے ذرا فاصلے سے نماز پڑھ رہی تھی اتنی دیر میں دوبارہ دستک ہو چکی تھی، اجالا نے جلدی سے سلام پھیر کر جائے نماز اٹھا لی، معید حسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا، ایک دم لڑکیاں اندر چلی آئیں۔

''صبح بخیر بھابھی جان!'' ایک ساتھ کئی آوازیں گونجیں، وہ مسکراتے ہوئے سب سے ملنے لگی۔ یہ تو اسے معلوم تھا اس کی ایک ہی نند ہے صبا، باقی سب یقیناً کزنز تھیں۔ معید حسن فوراً ہی کپڑے لے کر واش روم میں چلے گئے اور جب لوٹے تو وہ سب میں گھری بیٹھی تھی۔

''بھابھی یہ تو بتائیں آپ کو رونمائی کا گفٹ کیا ملا ہے۔'' صبا کی ایک کزن نے پوچھا اجالا کی نظریں بے اختیار معید حسن کی طرف اٹھیں وہ بھی بال صاف کرتے کرتے رک گئے غالباً کزن کا سوال سن چکے تھے۔ انہوں نے سب کی نظر بچا کر میز کی طرف اشارہ کیا اجالا نے فوراً ان کی نظروں کا تعاقب میں دیکھا اور کزن کو مسہری کے کنارے پہ رکھی ڈبیا کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ فوراً ہی مخملی ڈبیا اٹھا لائی۔

''افوہ۔۔۔! اتنا نفیس اور خوبصورت بریسلٹ ہے۔'' سب نے ہی سراہا اس کی نگاہوں میں بھی ستائش ابھر آئی۔

''حالانکہ ہمیں امید ہونی چاہیے تھی۔ معید بھائی ایسی ہی کوئی نفیس سی چیز پسند کر سکتے ہیں۔'' ایک اور کزن نے کہا سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔

معید حسن برش کر کے باہر چلے گئے جبکہ اب وہ سب اسے سنوارنے میں لگ گئیں۔

تھوڑی دیر میں اس کی کزن شہلا اور ارسلان بھائی کے ساتھ آ گئی معید حسن بھی ارسلان بھائی کو کمپنی دینے کمرے میں چلے آئے تھے۔

''تمہیں معید بھائی کیسے لگے؟'' موقع پاتے ہی شہلا نے اجالا سے پوچھا۔

''اچھے انسان ہیں۔'' اس نے مختصراً کہا۔

اتنے مختصر وقت میں وہ شاید ان کے بارے میں اس سے بہت کمنٹس دے بھی نہیں سکتی تھی بھلا اس کی ان سے بات ہی کتنی ہوئی تھی، شہلا نے اس کا چہرا کھوجنا چاہا، اس کے خیالات جان کر جب سے اسے خدشہ لگا تھا کہ وہ انہیں عاقب کا نہ بتا دے سو پوچھ بیٹھی۔

''تم نے ان سے عا۔۔۔۔۔'' اجالا نے انگلی اس کے ہونٹوں پہ رکھ دی وہ نہیں چاہتی تھی یہاں اس بارے میں کوئی بات ہو، اسی وقت معید حسن کی نظر بلا ارادہ اجالا کی سمت اٹھی تھی انہوں نے بہت حیرت سے اس کی اس حرکت کو دیکھا پھر ارسلان بھائی سے بات کرنے لگے۔

''سوری۔'' شہلا نے بھی فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا پھر وہ انہیں لوگوں کے ساتھ گھر چلی آئی گھر پہ مہمانوں

کا تانتا بندھا ہوا تھا سب سے نبٹتے نبٹتے دوپہر ڈھل گئی۔

’’چلو اجالا تم کچھ دیر آرام کر لو پھر تمہارے سسرال والے آجائیں گے پارلر جانا ہے ولیمے کی تیاری ہو گی پھر تمہیں آرام کا موقع نہیں ملے گا۔‘‘ شہلا نے اسے سب کے بیچ میں سے یہ کہتے ہوئے اٹھالیا اور اس کی بات سن کر کوئی اعتراض بھی نہیں کر پایا۔

اجالا نے بے اختیار مشکور انداز میں شہلا کو دیکھا، وہ اسے کمرے میں پہنچا کر مڑ گئی۔

’’تم بھی آؤنا‘‘ !

’’ہاں آرہی ہوں۔‘‘ اور تھوڑی دیر میں وہ چائے کے دو کپ لیے چلی آئی۔

’’تھینکس۔۔۔!‘‘ اجالا مسکرا دی۔

’’ہاں جانتی ہوں تم چائے کی کتنی ریسیا ہو، اف توبہ کتنی تھکن ہو گئی۔ شادی تمہاری اور تھکاوٹ مجھے ہو گئی۔‘‘ وہ مصنوعی غصے کا اظہار کرنے لگی۔

’’فکر مت کرو تمہاری شادی میں بدلہ اتار دوں گی۔‘‘ وہ مسکرا کر بولی۔

’’بس رہنے دو اس وقت تمہیں یاد بھی نہیں ہو گا تمہاری کوئی شہلا نامی دوست بھی تھی۔‘‘ اس نے منہ بنا کر کہا۔

’’ارے تو کیا بڑھاپے میں شادی کرو گی۔‘‘ اجالا کو ہنسی آگئی۔

’’یعنی کہ تم بڑھاپے میں مجھے بھول جاؤ گی۔‘‘ شہلا نے اسے گھورا پھر خود بولی۔

’’خیر چھوڑو ان فضول باتوں کو یہ بتاؤ کہ معید بھائی تمہیں کیسے لگے۔؟‘‘

’’بتایا تو تھا۔‘‘

’’وہ تو بطور انسان بتایا تھا کہ اچھے انسان ہیں بحیثیت شوہر کیسے ہیں۔‘‘ وہ اپنی بات پہ زور دے کر بولی۔

’’ہر تعلق میں پہلے انسانیت ضروری ہے چاہے وہ باپ کا ہو، بھائی کا، شوہر کا ہو یا اولاد کا جس رشتے میں انسانیت نہ ہو وہ بے جان ہو گا۔‘‘ اجالا نے بہت سنجیدگی سے کہا۔

’’شادی کے دوسرے دن ہی فلسفہ۔۔۔۔‘‘ شہلا بڑبڑائی۔

’’چلو مان لیا تمہارے شوہر میں انسانیت کی کوالٹی وافر مقدار میں موجود ہے اب ذرا دوسری کوالیٹیز پہ بھی نظر ڈال دو۔‘‘ شہلا بھی آسانی سے ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔

’’تم پوچھنا کیا چاہ رہی ہو۔‘‘ اس نے کچھ بے بسی سے کہا۔

’’میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ انکل نے جو ان کی اتنی تعریفیں کی تھیں وہ اس کے حقدار بھی ہیں یا یوں ہی ہیں۔‘‘ شہلا نے پوری وضاحت سے کہا۔

’’اب میں اتنی جلدی اس بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔‘‘ اس نے ٹالا، شہلا خاموش ہو گئی۔

’’اجالا۔۔۔۔۔‘‘ شہلا نے کسی سوچ میں گھرے اسے آواز لگائی۔

’’ہوں۔‘‘

’’میرے پاس عاقب کا فون آیا تھا۔‘‘ اجالا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

’’اب مجھے اس بارے میں مت بتانا۔‘‘

''وہ ایک بار تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔'' شہلا نے گویا اس کی بات سنی نہیں

''سوری شہلا، اب میرے پاس ایسی کسی بات کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔''

''میں نے اسے بہت ٹالا مگر وہ بضد ہے وہ صرف ایک بار تم سے بات کرنا چاہتا ہے بقول اس کے وہ تمہیں شادی کی مبارکباد دینا چاہتا ہے۔''

''ہونہہ۔۔۔۔اس کی مبارکباد سے میرا ڈھیروں خون بڑھ جائے گا۔'' اس نے تلخی سے سوچا۔

''کل تمہاری شادی پہ بار بار اس کا فون آ رہا تھا، وہ نکاح سے پہلے تم سے بات کرنا چاہتا تھا بقول اس کے نکاح کے بعد تم کسی اور کی امانت ہو جاؤ گی اور وہ نہیں چاہتا کہ نکاح کے بعد تم عاقب سے بات کر کے ہلکی سی بھی امانت میں خیانت کرو۔ مگر میں اس وقت تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اسے ٹال کر موبائل آف کر دیا۔

آج صبح پھر اس کا فون آیا تھا اس نے مجھے یقین دلایا آئی سیوئر یہ ہماری آخری بات ہو گی اس نے یہ تبھی کہا کہ اجالا مجھے مکمل طور پر سمجھتی ہے باخدا میں کوئی اسے بلیک میل کرنے کے لیے فون نہیں کر رہا، بس اس کی کنفیوژن دور کرنا ہے۔

میں نے اس سے کہہ دیا کہ اجالا سے ملاقات ہو گی تو بتا دوں گی۔

اس نے کہا کہ اگر تم تنہائی میں اجالا سے ملو تو مجھے مس بیل دے دینا میں فون کر لوں گا، اب بتاؤ کروں۔''

اجالا خاموش گم صم اس کی شکل دیکھنے لگی۔

''مس بیل دوں عاقب کو۔۔۔۔؟'' اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔ اجالا کے ذہن میں معید حسن کی

آواز گونجنے لگی۔

''میں ہر رشتے کو فیئر انداز میں نبھانے کا قائل ہوں لہذا جب میرا دل و دماغ شفاف ہوں گے تب میں آپ کی سمت قدم بڑھاؤں گا۔'' اجالا کا سر بے اختیار نفی میں ہل گیا، دونوں اپنی اپنی جگہ سوچوں میں گم ہو گئیں کہ اچانک موبائل کی تیز آواز نے دونوں کو ہی سوچوں کو منتشر کر دیا۔ شہلا نے موبائل اٹھا کر دیکھا اور چونک گئی۔

''عاقب کا فون ہے کیا کروں؟ اٹینڈ کروں؟'' وہ سوالیہ انداز میں بولی اجالا خاموش رہی شہلا خود ہی ریسیو کر کے بات کرنے لگی۔

''ہاں۔۔۔۔اجالا لو۔۔۔۔۔'' وہ رک کر اجالا کو دیکھنے لگی۔

آخر اجالا نے گہری سانس لے کر موبائل اس کے ہاتھوں سے لے لیا اسے معلوم تھا عاقب ایسا ہے تو نہیں، کوئی وجہ ہی ہو گی۔

''ہیلو۔۔۔'' شہلا اس کو بات کرتا دیکھ کر اٹھ جانے لگی مگر اجالا نے ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

''بیٹھ جاؤ۔۔۔ ہمارے درمیان ایسی کوئی بات نہیں۔'' پھر عاقب کی آواز کی سمت متوجہ ہو گئی۔

''کیسی ہو اجالا؟''

''ٹھیک ہوں۔''

''بہت بہت مبارک ہو۔''

''شکریہ۔''

"آئی ایم سوری کہ میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا۔"

اس بار وہ خاموش رہی۔

"بہر حال مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنی منزل پالی، اللہ نے تمہارے لیے کسی بہت ہی بہترین شخص کا انتخاب کیا ہوگا کیونکہ کوئی عام شخص تو تمہارے قابل نہیں میں خود کو بھی اس کٹیگری میں شامل کر رہا ہوں، اس لیے باقی سب باتیں اپنے دل و دماغ سے نکال دینا اور پورے دل کی رضا کے ساتھ اپنی خوشگوار زندگی کا آغاز کرنا، دل پہ کوئی بوجھ محسوس مت کرنا کیونکہ زندگی میں انسان کسی نہ کسی سے متاثر ہوتا ہے تو کبھی کسی کو متاثر کرتا ہے وقت کے ساتھ ترجیحات بدلتی رہتی ہیں گزرتی زندگی میں بہت لوگ ہم سے ٹکراتے ہیں۔ اس لیے دل پہ بوجھ مت ڈالنا کہ تم نے کسی کو دھوکہ دیا یا تم کسی کو دھوکے دے رہی ہو کبھی ذہن میں یہ بات مت لانا کہ تم اپنے شوہر سے منافقت کر رہی ہو کیونکہ ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں جو قابل گرفت ہو، نہ ہی کوئی رنگینی رہی نہ ہم نے باہر ملاقاتیں کیں، نہ ہم کسی ایسی سرگرمی میں ملوث رہے اس لیے دل کو ہر خدشے سے پاک رکھو۔

ایک ہوتا ہے جسٹ فرینڈ، ایک ہوتا ہے بیسٹ فرینڈ، کچھ لوگ ہمیں پسند آتے ہیں کچھ بہت زیادہ پسند آتے ہیں سو ہماری پسندیدگی بھی تھوڑی زیادہ رہی، وقت کے ساتھ ڈھل جائے گی، لیکن یہ ہلکی پھلکی پسندیدگی کو اپنے شوہر کے ساتھ کبھی شیئر مت کرنا مرد کتنا ہی اعلیٰ ظرف ہو جائے یہ بات اس کی برداشت سے آگے کی ہے۔ اپنے اندر کے اجالے کو اسی طرح روشن اور کردار کی پاکیزگی کو یونہی بلند رکھنا، میری تمام تر پر خلوص دعائیں ہمیشہ تمہاری ہمسفر رہیں گی اور میری طرف سے دنیا کے اس سب سے خوش قسمت انسان کو غائبانہ

مبارکباد، تمہاری ہمراہی اسے ضرور اچھا بنا دے کی اللہ تمہیں ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور ہر امتحان میں تم کامیاب و سرخرو رہو، آمین۔ اچھا اب اجازت، شاید میں جذبات میں کچھ زیادہ ہی کہہ گیا۔" وہ اس کی خاموشی محسوس کر کے بولا۔

"اتنے خلوص اور دعاؤں کا شکریہ۔" وہ اس کے گھمبیر تا لہجے کے خلوص اور باتوں کے زیر اثر اتنا ہی کہہ پائی۔

"اللہ نگہبان۔۔۔۔!" عاقب نے اسے اللہ کی نگہبانی میں سونپا۔

"اللہ نگہبان۔۔۔" جواباً وہ بھی آہستگی سے کہہ کر موبائل آف کر کے گم سم سی ہوگئی۔ شہلا نے آہستگی سے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر گویا اسے تسلی دی اجالا یوں چونکی جیسے اب اس کی موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

"شہلا شہلا مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ میرے پاس اتنے قیمتی رشتے اور اتنے پر خلوص لوگ ہیں میں اتنی مالا مال ہوں۔ مما، پاپا، بھائی، تم اور اب عاقب، میں ان سب محبتوں کا بار کیسے اٹھاؤں گی، ان کا احسان کیسے اتار پاؤں گی، اتنی دعائیں، اتنا خلوص اتنی محبتیں، میں اس قابل کہاں تھی عاقب مجھے اتنا اندر تک جانتا ہے مجھے اندازہ نہیں تھا، میں جس طرح گلٹ محسوس کر رہی تھی کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ مخلص نہیں، اتنی خوبصورتی سے اتنی نرمی سے اس نے میرے دل کی گرہ کھولی کہ مجھے اپنے دل و دماغ سے ایک بوجھ سا سرکتا محسوس ہوا جب میرے ساتھ اتنی دعاؤں اور محبتوں کا سایا رہے گا تو میں زندگی میں کبھی ٹھوکر کھا سکتی ہوں؟ کبھی نہیں۔۔۔۔ میری راہ میں آنے والی ہر مشکل میرے اپنوں کی دعاؤں سے راہ بدل لے گی اب مجھے یقین ہو چلا ہے کہ میری زندگی کی شاہراہ آگے تک بہت صاف ستھری اور سیدھی ہے۔ میں کتنی خوش قسمت ہوں

شہلا، میں کتنی خوش قسمت ہوں۔۔۔۔۔''

رشک و فخر سے کہتے کہتے ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکا، پھر دوسرا اور پھر جھڑی لگ گئی شہلا نے اس کو اپنے گلے لگالیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''تم خود سب سے اتنے پیار سے خلوص سے ملتی ہو تو پھر تمہیں کیوں نہیں ملے گا بدلے میں یہ دعائیں، یہ خلوص، محبتیں اور دعائیں احسان نہیں ہوا کرتیں۔'' شہلا نے اس کا سر تھپکتے ہوئے نرمی سے بولی۔ اسی وقت دروازہ بجا۔

''شہلا اجالا کے سسرال والے اور معید بھائی آئے ہیں امی کہہ رہی ہیں اسے لے کر آؤ۔'' اجالا کی کزن چیخ کر بولی۔

''لیجیے آگئے آپ کے سرتاج۔'' شہلا کے شوخی سے کہنے پہ وہ بھی سیدھی ہوگئی۔

''ہم غالباً یہاں آرام کرنے آئے تھے۔'' شہلا نے ہنستے ہوئے کہا تو اجالا بھی مسکرا دی۔

''میں منہ دھو کر آتی ہوں۔'' اجالا واش روم میں گئی تو شہلا بھی اس کا ڈریس اور جیولری نکالنے لگی۔

--*-*

رات ولیمے میں سب نے ہی ان کے کپل کو سراہا تھا۔ معید حسن کی ظاہری پرسنالٹی تو واقعی بہت خوب تھی مگر اس نے محسوس کیا لوگ اس کے باطن سے زیادہ متاثر تھے وہ اپنی جیولری وغیرہ اتارتے ہوئے یہی سب سوچ رہی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی اور دروازہ کھلا، ابھی معید حسن کمرے میں نہیں آئے تھے اس کی نند صبا اندر داخل ہوئی۔

''بھابھی میں چائے کا پوچھنے آئی تھی، آپ پئیں کی یا بھائی کے ساتھ ہی پیئیں گی اور بھائی کہاں ہیں۔'' اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک ساتھ ہی کئی باتیں پوچھ لیں اس کا دل چاہا چائے کا کہہ دے مگر کہہ نہ پائی۔

''ٹھیک ہے تھوڑی دیر بعد بھیج دینا جب تمہارے بھائی آجائیں وہ تو شاید باہر ہیں دوستوں کے ساتھ۔'' اجالا چوڑیاں اتارتے ہوئے کہنے لگی۔

''ارے تو پھر آپ جیولری کیوں اتار رہی ہیں، اتنی پیاری لگ رہی ہیں، تھوڑی بھائی کی تعریفیں بھی سن لیں۔'' وہ شرارت سے مسکرا کر کہنے لگی۔

''وہ میں تو بس ایزی ہونے کے لیے۔'' اس نے جھینپ کر چوڑیاں چھوڑ دیں۔

''اچھا چائے کب تک بھجواؤں۔۔'' صبا جاتے جاتے پھر پوچھنے لگی۔

''تھوڑی دیر بعد بھیج دینا۔'' وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد معید حسن آگئے ان کے آنے کے بعد وہ دوبارہ جیولری اتارنے لگی ورنہ اسے ڈر تھا کہ صبا دوبارہ نہ آجائے، وہ کپڑے چینج کر کے آئی تو چائے آچکی تھی۔

''چائے۔۔۔۔۔!'' معید حسن نے اسے متوجہ کیا وہ کپڑے رکھتے رکھتے رک گئی پہلی چائے اٹھا لی ایک تو طلب بہت تھی پھر ٹھنڈی چائے اسے پسند نہیں تھی۔

''آج آپ بہت اچھی لگ رہی تھیں۔'' چائے پیتے ہوئے معید حسن نے سادہ لہجے میں کہا۔

''تھینکس۔۔۔۔۔!'' وہ ہولے سے مسکرا دی۔

''آپ ادھر مسہری پہ آجائیں، میں صوفے پہ سو جاؤں گا۔'' اسے صوفے کی طرف بڑھتا دیکھ کر انہوں نے

کہا۔

''ارے نہیں۔۔۔۔میں یہی ٹھیک ہوں۔''

''آجائیں، وہاں ان ایزی ہوں گی، ٹھیک سے نیند نہیں آئے گی۔'' انہوں نے اصرار کیا۔

''نہیں، کوئی بات نہیں، میں کل بھی ٹھیک سے سوئی تھی۔'' اس نے سہولت لینے سے انکار کر دیا، وہ خاموش ہو گئے۔

وہ سوچ رہی تھی کوئی کتاب لے لے کم عمری سے ہی پڑھنے کی عادت ہو گئی تھی کہ پڑھے بغیر نیند مشکل سے ہی آتی اور یہاں ایک بڑے شیشے کے شیلف میں خوبصورتی سے سجی کتابیں دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا یہ شوق معید حسن کو بھی ہے اب اسے لیتے ہوئے جھجک محسوس ہو رہی تھی کہ وہ کوئی اعتراض نہ کریں کیونکہ بعض لوگ ہوتے ہیں کتابوں کے معاملے میں حساس، اور انہیں اپنی بک کا کسی کو ہاتھ لگانا پسند نہیں ہوتا۔

''اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں کوئی بک لے لوں۔''

انہیں ایک کتاب لے کر مسہری پہ بیٹھتا دیکھ کر وہ ہمت کر کے پوچھ بیٹھی۔

''وائے ناٹ، شیور، یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، اب میری ہر چیز پہ آپ کا مکمل حق ہے اس لیے پلیز ان تکلفات میں نہیں الجھیں۔'' وہ پل بھر ٹھٹکے پھر شائستگی سے بولے۔

''تھینکس۔۔۔۔!'' وہ اٹھ کر شیلف میں لگے کلیکشن کو دیکھنے لگی ان کے کلاسیک کی آدھی بکس اس کی پڑھی ہوئی نہیں تھیں بلکہ ان میں سے کئی کتابوں کو پڑھنے کی اس کی خواہش تھی وہ مستنصر حسین کا ''پیار کا پہلا شہر'' لے کر بیٹھ گئی۔ وہ انوکھے دولہا دولہن تھے جو ویسے والی رات کتابیں پڑھ رہے تھے۔

*_*_*_*

اور ہر گزرتے دنوں نے واقعی ثابت کر دیا کہ اس کے پاپا کا انتخاب، بہت لاجواب ہے، وہ حیران ہوتی انہیں غصہ نہیں آتا۔ ایک خاص متانت ٹھہراؤ، سنجیدگی و نرمی کا تاثر تھا ان کے انداز میں، کسی بہت ناگوار بات پہ بھی ہلکی سی خفگی جھلکتی اور بس۔ چائے کے بہت ریسا تھے وہ اس کی طرح، شروع شروع میں ایک دو بار ان سے چائے کے لیے وہ پوچھ لیتی، مگر جب ایک بار انہوں نے مسکرا کر بتایا کہ ''اگر چائے کا ایک کپ رکھ کر فارغ ہوں تو دوسرا آ جائے تو وہ اس وقت بھی انکار نہیں کریں گے۔''

''بہت خوب۔۔۔۔!'' وہ محظوظ ہوئی بلکل اس کے جیسا حال تھا اس کے بعد اس نے کبھی پوچھا نہیں ہر آدھے گھنٹے بعد اسے ہوک ہوتی تو وہ ان کے لیے بھی لے آتی۔ آج ویک اینڈ تھا وہ اٹھ کر کچن میں آمنہ بیگم (ساس) کے پاس چلی آئی۔

''آنٹی پلیز۔۔۔اب تو ایک مہینہ ہو گیا اب تو مجھے کام کرنے دیں، فارغ رہ کر سخت بور ہو چکی ہوں۔'' وہ واقعی بور ہو رہی تھی اور وہ کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتیں۔

''ارے بھئی۔۔۔اب ایک ہفتہ تو رہ گیا ہے ہمارے ہاں پانچ جمعہ دلہن سے کام نہیں لیتے، ایک ہفتہ اور گزرنے دو پھر دل کھول کر کام کرنا۔'' وہ ہنستے ہوئے خوشدلی سے بولیں تو وہ بھی مسکرا دی۔

''اب یہ کوئی ضروری تھوڑی ہے۔'' مگر انہوں نے سنا کب تھا۔

ناشتے کے بعد سب لاؤنج میں جمع تھے اور گپ شپ چل رہی تھی کہ اس کا دیور ایاز کہنے لگا۔

''چھوڑیں بھابی۔۔۔آپ بھی بورنگ نکلیں۔''

"کیوں کیا ہوا؟" ہلکی سے مسکان اس کے لبوں پہ ابھر آئی۔

"ہم بھائی کی خاموشی، ان کی سنجیدگی سے ہی پریشان تھے کہ آپ بھی ان کی ہم مزاج نکلیں۔" اس نے انتہائی تاسف سے کہا۔

"ہاں ایاز تم نے نوٹ کیا، بھائی اور بھابھی کی عادتیں کتنی ملتی جلتی ہیں، دونوں چائے کے رسیا، دونوں کتابوں کے شوقین، دونوں خاموش طبع، کم گو اور دونوں ہی سنجیدہ مزاج۔" صبا نے شاید زیادہ ہی ان کے مزاج کا مشاہدہ کیا تھا۔ دونوں ہی محظوظ ہوئے۔

"بائی داوے آپ لوگ کمرے میں کیسے رہتے ہوں گے، ایک مسہری پہ بیٹھ کر کتاب پڑھ رہا ہو گا اور دوسرے صوفے پہ، ہے نا۔" اجالا نے بے اختیار معید حسن کو دیکھا اور ایاز کے اندازے کی اس قدر سو فیصد درستگی پہ دونوں ہی اپنی بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ نہ روک پائے اسی اثنا میں مصطفی صاحب (سسر) آگئے۔

"اور بیٹا آپ خوش تو ہو، ہماری فیملی سے آپ کو کسی سے کوئی شکایت تو نہیں۔" ان کی نظر اجالا پہ پڑی تو وہ اس سے مخاطب ہوئے۔

"نہیں پاپا۔۔۔ یہاں تو سب بہت اچھے ہیں۔" اس نے مسکرا کر انہیں اطمینان دلایا۔

"معید بیٹا بھئی آپ لوگ کہیں کا پروگرام بنائیں، مری کاغان وغیرہ۔۔۔ جائیں، یہی تو دن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے۔" مصطفی صاحب معید کو مخاطب کر کے بولے۔

"نہیں پاپا۔۔۔ ہم لوگ یہیں گھوم لیں گے اور اب میں آفس اسٹارٹ کر چکا ہوں۔" معید کے انکار پہ

اس کی جان میں جان آئی ورنہ تو مری کاغان کے ذکر سنتے ہی عاقب کی یاد چلی آئی تھی، کس قدر فطری حسن پھیلا ہے وہاں پر، جس نے بھی وہ جگہیں پہلی بار دیکھی تھیں وہ اس کی اور عاقب کی طرح مبہوت رہ گیا تھا۔

"اچھا ہوا نا اجالا ہم یونیورسٹی ٹرپ کے ساتھ آگئے ورنہ شاید قسمت ہمیں یہ موقع کبھی نہیں دیتی۔" عاقب اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے ہوئے بولا عجیب یاسیت گھر آئی تھی اس کے لہجے میں۔

"کیا ہوا۔۔۔؟ کوئی پریشانی ہے؟" اجالا اس کی اداسی محسوس کیے بغیر رہ نہ پائی اس نے چند لمحے رک کر اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

"آؤ اس درخت پہ اپنے نام کا پہلا حروف لکھتے ہیں۔" وہ ایک درخت کی طرف بڑھتے ہوئے کچھ جوش سے بولا۔

"ارے۔۔۔۔!" وہ ہنس پڑی اس کی بچگانہ بات پہ۔

"آؤ نا یہ لمحے امر کر لیں۔" عاقب نے اصرار کیا۔

"آپ لکھیں، میں دیکھ رہی ہوں۔" اس نے ٹالا، عاقب نے جیب سے نیل کٹر نکال کر اس کی نوک سے درخت پہ ٹیڑھا میڑھا دل بنانے لگا اور دل بنا کر کہا۔

"اب الگ الگ کا تکلف کیا کروں ایک ہی دل میں دونوں نام لکھ لیتے ہیں۔" اس نے معنی خیزی سے کہا اور دل میں A+U لکھ لیا اور وہ سرخ چہرے سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس سے پہلے تو عاقب نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی وہ جز بز ہوئی۔

"کبھی زندگی نے مہلت دی تو ہم الگ الگ اس جگہ آئے تو ایک دوسرے کو یاد کریں گے اور زندگی نے مہلت

ہی نہیں دی تو قصہ ہی ختم۔'' اس نے ہاتھ جھاڑے۔

''اور اگر ایک ساتھ آئے تو۔۔۔۔'' وہ ٹھہر گیا۔

''نہیں ایک ساتھ آنا ممکن نہیں'' وہ اضطراری انداز میں نفی میں سر ہلا گیا، اجالا نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔

''اجالا بیٹا۔'' اسے لگا کوئی اسے پکار رہا ہے وہ چونک کر حواسوں میں آئی اور پھر ماحول دیکھا اس کے ارد گرد دھماکے ہونے لگے وہ خیالوں ہی خیالوں میں کہاں پہنچ گئی تھی۔اسے شدید شرمندگی ہوئی اس نے ایک نظر معید حسن پہ ڈالی وہ مصطفی صاحب کی طرف متوجہ تھے۔

''ٹھیک ہے بیٹا پھر کل یا پرسوں کی فلائٹ کنفرم کر لو۔'' مصطفی صاحب کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے وہ ہکا بکا ان کی شکل دیکھنے لگی ان کے جانے کے بعد معید حسن بھی کمرے میں چلے گئے اور وہ بے چینی میں کچھ دیر ہی میں ان کے پیچھے چلی گئی۔

''سوری۔۔ میں پاپا کی بات سن نہیں سکی۔وہ کیا کہہ رہے تھے۔'' وہ زیادہ برداشت نہیں کر پائی اور ان سے پوچھ بیٹھی۔

''آئی نو۔۔آپ اس وقت گہری سوچ میں گم تھیں۔'' مہینے بھر میں وہ اس کی اس عادت سے تو واقف ہو چکے تھے کہ وہ بیٹھے بیٹھے مراقبے میں چلی جاتی تھی اور اچانک ہی اپنے اطراف سے بے گانہ ہو جاتی۔

''سوری، رئیلی سوری، پتا نہیں کیا عادت ہے مجھے یوں۔۔۔'' وہ شدید خجالت کا شکار ہوئی گم ہونے کیعادت ضرور تھی مگر وہ کبھی عاقب کے بارے میں نہیں سوچتی تھی۔

''اٹس او کے۔۔۔میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں، بس دھیان رکھا کریں محفل میں حاضر رہیں، پاپا نے آپ کو کئی آوازیں دیں مگر۔۔۔'' وہ اسے مزید شرمندہ ہوتا دیکھ کر رک گئے۔

''خیر پاپا کل یا پرسوں کی فلائٹ سے مری وغیرہ جانے کا کہہ رہے تھے۔'' انہوں نے بات بدلی۔

''مگر آپ نے تو انکار کر دیا تھا۔'' اس نے ہراساں ہو کر ان کی شکل دیکھی۔

''ہاں مگر انہوں نے اصرار کیا تو میں انکار نہیں کر پایا، یوں بھی میری عادت نہیں بڑوں سے بحث کرنے کی۔'' انہوں نے وضاحت کی۔

''ہاں شاید اسی عادت کی وجہ سے اپنی پسند کی شادی نہیں کر پائے ہوں گے اور جب گھر والوں نے میرے بارے میں رائے لی ہو گی تو بنا بحث کے سر جھکا دیا ہو گا۔'' اس نے بغور ان کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔

''کیا ہوا۔۔۔؟ اگر آپ نہیں جانا چاہتیں تو میں پاپا کو منع کر دوں گا۔'' انہوں نے اسے ایک بار پھر سوچوں میں گم ہوتا دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی ان کے چہرے پر۔

''تھینکس۔'' وہ خجل سی ہو کر ان کے انداز پر پھر جاتے جاتے رک کر پلٹی۔

''آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا نا میرے انکار پر؟''

''ارے نہیں۔۔۔میں تو خود جانا نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔بس پاپا کا اصرار پر۔۔۔۔'' انہوں نے کندھے اچکا کر بات ادھوری چھوڑ دی تو وہ مطمئن ہو گئی۔

''ویسے ہم کب تک اتنے فارمل رہیں گے۔'' ان کا اشارہ اس کی گفتگو کی طرف تھا۔

''کیا مطلب۔۔۔؟'' اجالا نے چونک کر انہیں دیکھا۔

''مطلب یہ کہ ہر بات کے بعد آپ یہ پوچھتی ہیں میں نے آپ کی بات کا مائنڈ تو نہیں کیا، میں ناراض تو نہیں وغیرہ وغیرہ۔'' وہ مسکرادی۔

''دراصل مجھے ہمیشہ ہر کسی سے بات کرتے ہوئے یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں میری وجہ سے کسی کی دل آزاری تو نہیں ہو رہی، میری بات سے کسی کا دل تو نہیں دکھا اسے بری تو نہیں لگی، تو بس میرا یہ انداز ہے میں فارمل نہیں ہوئی فارمل تو آپ رہتے ہیں۔'' آخر میں وہ کچھ شگفتگی سے بولی۔

''اچھا۔۔۔!'' وہ ہنس دیے پھر کچھ سوچ کر بولے۔

''شاید میں واقعی فارمل رہتا ہوں۔'' وہ بھی ان کے انداز پہ ہنس دی۔

''ہنستی رہا کریں بھلی لگتی ہیں آپ کے چہرے پہ۔'' ان کی آنکھوں میں روشنی اتر آئی تھی، وہ سر جھکا گئی۔

''میں چائے لاتی ہوں۔'' وہ محض مسکرادیے اس کے گریز پہ۔

تھوڑی دیر بعد وہ چائے لائی تو وہ واش روم میں تھے اور ان کا موبائل بج رہا تھا اس نے اٹھا کر دیکھا۔ زارا کالنگ لکھا ہوا تھا، اس کی سمجھ نہیں آیا، اٹینڈ کرے یا نہ کرے۔ آخر وہ بجنا بند نہ ہوا اور ان کے آنے کے آثار بھی نظر نہ آئے تو اس نے کال ریسیو کرلی۔

''ہیلو۔۔۔'' اس نے کہا تو دوسری طرف پل بھر کو خاموشی چھاگئی۔

''ہیلو۔۔۔ کیا یہ معید حسن کا نمبر ہے؟'' کچھ توقف کے بعد دوسری طرف سے جھجک کر پوچھا گیا شاید کسی خاتون کے اٹینڈ کرنے پہ وہ محترمہ متذبذب تھیں۔

''جی۔۔۔!'' اس نے مختصراً کہا۔

''آپ کون۔۔۔؟'' اس کی توقع کے عین مطابق دوسرا سوال یہی تھا۔ اس کی سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے معید حسن نے معلوم نہیں اس بارے میں بتایا تھا یا نہیں۔

''آپ ٹھہر کر فون کرلیجیے گا۔'' اس نے مزید کچھ کہے بغیر فون آف کر دیا۔ اسی وقت معید حسن واش روم سے بال صاف کرتے ہوئے نکلے۔

''کس کا فون تھا؟'' غالباً انہیں آواز آگئی تھی۔

''زارا لکھا آرہا تھا شاید۔'' اس نے آہستگی سے کہا کہ وہ ناراض نہ ہو اس نے کال ریسیو کی۔

''کس کی۔۔۔؟'' وہ ٹھٹکے۔

''زارا، انہوں نے اپنا نام تو نہیں بتایا مگر لکھا یہی آرہا تھا میں نے کہا ٹھہر کر فون کرلیں۔''

''اور کچھ۔۔۔ میرا مطلب ہے اور کوئی بات ہوئی؟'' وہ شاید یہ پوچھنا چاہ رہے تھے اس نے اپنے بارے میں کچھ بتایا۔

''نہیں میں نے انہیں اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔''

وہ ان کا مطلب سمجھ کر بولی۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ کچھ خفیف سے ہوگئے، اسی وقت دوبارہ بیل ہونے لگی۔

''ہیلو۔۔۔ ہاں میں ذرا کچھ مصروف تھا۔''

''پاکستان آگئیں، کب، کل۔''

''نہیں آج تو مشکل ہے۔''

''کل ملتے ہیں۔''

''ہاں تفصیلی بات ہو گی۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ فون بند کر کے پلٹے تو اس کو یوں کھڑے دیکھ کر چونک گئے اجالا بھی ہوش میں آ گئی۔

''توبہ کیا سوچا ہو گا، ایسے احمقوں کی طرح کھڑے ان کا فون سن رہی تھی۔'' وہ بری طرح شرمندہ ہوئی اور پلٹ کر کمرے کا بکھرا سامان سمیٹنے لگی۔ ایک دو بار ان پہ بھی نظر ڈالی ان کے چہرے پہ گہری سنجیدگی تھی اور کسی سوچ میں گم تھے۔ اسے بے چینی ہوئی دل چاہا انہیں جھنجھوڑ کر پوچھے کیا سوچ رہے ہیں، مگر ہمت نہیں ہوئی یقیناً اس نے اس کے بارے میں پوچھا ہو گا اب کل بات تفصیل سے ہو گی۔

البتہ اسے اتنا اندازہ ہو گیا تھا یہ زارا وہی لڑکی ہے جس کا انہوں نے شادی کی رات ذکر کیا تھا اور شاید باہر تھی اب پاکستان آنے پر وہ کانٹیکٹ کرنا چاہ رہی ہو گی اور پریشان ہوں گے کہ اس سے شادی کا ذکر کیسے کریں پہلے بھی کئی بار اس کا دل چاہا ان سے پوچھے وہ کیسی لڑکی ہے جس سے انہوں نے محبت کی کیا اپنے ہی جیسی لڑکی سے وہ کوئی عام شخص تو نہ تھے یقیناً ان کا انتخاب بھی بہت خاص ہو گا پھر ان کی راہ میں کٹھنائیاں آئیں، جو وہ اپنی منزل پا نہ سکے کیا ان کی ہمسفر نے بھی راستہ بدل لیا تھا عاقب کی طرح، مگر عاقب نے راستہ نہیں بدلا تھا، وہ بے وفا نہیں تھا، وہ ایک مقصد کے لیے پیچھے ہٹا تھا اسے آج بھی عاقب کی محبت پہ شک نہیں تھا اسے اپنی فیملی کو سپورٹ کرنا تھا عاقب نے اسے اندھیرے میں نہیں رکھا تھا، مگر انہیں کیا مجبوری تھی، یہ تو میرے خیال میں اپنی بات منوانے کی پوزیشن میں تھے۔

مگر مجبوری کسی کو بھی ہو سکتی ہے۔'' اس نے خود ہی اپنے خیال کی نفی کی۔

''کیا مرد اور کیا عورت کون کہتا ہے میں مجبور نہیں ہوتا۔ اپنوں کی محبتوں کی زنجیر اتنی بھاری اور مضبوط ہوتی ہے کہ کوئی جی دار ہی اس کو توڑ سکتا ہے۔ عاقب، میں خود اور اب شاید معید حسن نے بھی اس زنجیر کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہوا ہے اور یہ ہمیں ناگوار بھی نہیں گزرتی۔'' وہ معید حسن کی سوچوں کا سرا ڈھونڈتے ڈھونڈتے خود ہی خیالوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور چونکی جب، جب معید حسن کی نظر خود پر جمی محسوس کی، ان کے چہرے پہ خاصے محضوظ کن تاثرات تھے وہ ہمیشہ کی طرح خجل ہو گئی۔

''بہت خوب انداز ہے آپ کا اتنی عجلت میں کیوں سوچتی ہیں بیٹھ جایا کریں اس طرح تھک جاتی ہوں گی۔''

انہوں نے اس کی پوزیشن واضح کی، وہ ایک ہاتھ میں چائے کی ٹرے اور دوسرے ہاتھ میں گلاس تھامے کمرے کے بیچوں بیچ کھڑی تھی جیسے ابھی کمرے سے نکلنا ہو مگر اپنی سوچوں کے باعث آدھے گھنٹے سے اسی پوزیشن میں تھی۔

''وہ۔۔۔۔ میں یہ چائے ٹھنڈی ہو گئی میں دوسری لاتی ہوں۔'' وہ شرمندگی سے کہتے ہوئے جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی، اندر سے ان کی بے ساختہ ہنسی گونجی تھی۔

دوسرے دن وہ آفس جاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔ ''میں آج دیر سے آؤں گا۔''

''جانتی ہوں۔'' بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا اور کہہ کر پچھتائی، کیا سوچا ہو گا انہوں نے کہ اس نے اتنے غور سے ان کی اور زارا کی گفتگو سنی تھی اور یاد بھی رکھا تھا، معید حسن نے چونک کر اسے دیکھا۔

''وہ دراصل آج میں۔۔۔۔۔۔'' انہوں نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

''پلیز اٹس اوکے، وضاحت کی ضرورت نہیں۔'' اجالا نے تیزی سے ان کی بات کاٹ کر کہا۔

'' تھینکس۔۔۔بعض باتوں کی وضاحت دی بھی نہیں جاسکتی۔'' وہ مسکرائے۔

''اچھااللہ حافظ ،اپناخیال رکھنا۔'' وہ کہہ کر بیگ اٹھا کر باہر نکل گئے۔

''اللہ حافظ۔'' اس نے بھی دھیرے سے کہا۔

وہ پورادن ہی اس کااوٹ پٹانگ سوچوں میں الجھتے گزرا،شام ہوتے معید حسن کے آنے کے بعد کاوقت وہ کاؤنٹ کرنے لگی کہ وہ کتناوقت زارا کے ساتھ گزارتے ہیں۔

''کیاہوامعید آیانہیں۔وہ تووقت کا بہت پابند ہے۔'' آمنہ بیگم اس کویوں اندر باہر چکر لگاتادیکھ کر کچھ تشویش سے بولیں۔

''نہیں وہ بتاکر گئے تھے دیر سے آئیں گے۔'' وہ اپنے دھیان سے باہر آئی۔

''چلو پھر آتا ہی ہوگا تم پریشان نہ ہو،بیٹھ جاؤ۔'' ان کے کہنے پہ وہ سر ہلا کر چائے کا کپ لے کر لان میں چلی آئی۔

''اب تودو گھنٹے ہوگئے ہیں۔'' اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچا۔

''کوئی یوں بیوی کی موجودگی میں دو گھنٹے محبوبہ کے ساتھ گزارتا ہے۔'' بیویوں والی مخصوص سوچ اس کے ذہن میں ابھری۔

''اور موصوف کا کہنا کہ میں شفاف دل ودماغ کی آمادگی کے ساتھ آپ کی طرف بڑھوں گا ملنا چھوڑیں گے تو دل ودماغ شفاف ہوگا اور پھر۔۔۔اف یہ میں کیا فضول سوچ رہی ہوں۔'' وہ خود ہی جھلا گئی اپنی سوچوں پر۔

''پہلی بار تووہ شادی کے بعد ملنے گئے ہیں اور جب وہ ایک بات کلیئر کر چکے ہیں کہ وہ کسی کو پسند کرتے ہیں اور ملنے بھی اس کے سامنے گئے ہیں تو پھر کیارہ جاتا ہے۔'' وہ خود ہی ان کا دفاع کرنے لگی۔

''اوراب زارا کووضاحتیں دے رہے ہوں گے ان کی ارجنٹ شادی ہوگئی،وہ مجبور تھے وغیرہ وغیرہ۔'' وہ پہلے سے قیاس کر کے بیٹھی تھی زاراہی وہ لڑکی ہے۔

''اورا گرزارانے ان پہ زور دیا کہ وہ ان کے بغیر نہیں رہے گی اور اسے چھوڑنے کا کہا تو۔۔۔'' وہ بے چین ہواٹھی ویسے بھی وہ بہت خاص لڑکی ہوگی معید حسن کاانتخاب معمولی تونہیں ہوسکتا۔اسے یقین تھااور اگر معید حسن اس کی طرف لوٹنا چاہے تو۔۔۔پل بھر کواس کی دھڑکن تھمی۔

''تومیں ان کا ساتھ دوں گی،آخر کوئی تودل کی خوشی وآمادگی کے ساتھ زندگی گزارے،ضروری ہے کہ سب کے دل میں ایک کسک رہے۔'' آخروہ اپنی مثبت سوچ اور فطری نرم دلی کی طرف لوٹ آئی تھی،اوراب مطمئن ہوگئی اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے معید حسن کھڑے تھے۔

''آپ کب آئے۔۔۔۔؟'' وہ چونک گئی۔

''جب آپ میرے بارے میں سوچ رہی تھیں۔''

''سوری۔۔۔مجھے کچھ دیر ہوگئی دراصل میں۔۔۔۔۔''

''اٹس اوکے۔۔'' اس نے ہاتھ اٹھا کرانہیں روک دیا۔

''میں چائے لاتی ہوں آپ کے لیے۔'' وہ اندر کی سمت بڑھ گئی،وہ کچھ دیراسے دیکھنے کے بعد خود بھی کمرے میں چلے آئے۔

‘‘آپ مجھے وضاحت کیوں نہیں کرنے دیتیں۔’’

اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ تھامتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

‘‘کیونکہ میں آپ کے منہ سے سچ سننا نہیں چاہتی، اور یہ بھی نہیں چاہتی کہ آپ جھوٹ بولیں۔’’ اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

‘‘جس طرح آپ کو سچ بولنے کی عادت ہے اس طرح مجھے بھی ہے میں جھوٹ نہیں بولتا مصلحتاً’’ بھی نہیں اس سے پہلے کہ دل میں بدگمانی آجائے تو اس کی نسبت تھوڑے تلخ سچ کی وضاحت بہتر ہے۔’’ انہوں نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

‘‘مجھے تو کوئی بدگمانی نہیں۔’’ وہ بددلی سے کہتے ہوئے وہیں صوفے پہ بیٹھ گئی۔

‘‘میں نے محسوس کیا ہے شاید آپ کو میرا زارا سے ملنا پسند نہیں آیا۔’’ انہوں نے بغور اسے دیکھا

‘‘جی۔۔۔مجھے بھلا کیوں اعتراض ہونے لگا۔’’ وہ کچھ سنبھل گئی اتنی تیز نظریں۔

‘‘شاید میرا وہم ہو، ویسے اعتراض ہو تب بھی کوئی غلط نہیں ہوگا۔’’ انہوں نے مسکرا کر کہا۔

وہ خاموش رہی، اس کا دل چاہا ان سے زارا کے بارے میں پوچھے، وہ ان سے کب اور کیسے ملی اور پھر انہوں نے اس سے شادی کیوں نہیں کی مگر بس سوچ کر رہ گئی، ابھی تو انہوں نے کہا تھا شاید اسے ان کا زارا سے ملنا پسند نہیں آیا اب وہ ان سے مزید ایسے سوال کر کے ان کے وہم کو یقین میں نہیں بدل سکتی تھی۔ حالانکہ یہ اس کا فطری تجسس تھا۔

*_*_*_*

دوسرے دن صبا نے کالج سے چھٹی کی تھی اور اب اجالا کو مارکیٹ جانے کے لیے کہہ رہی تھی اسے مارکیٹ سے اچھی خاصی چڑ تھی مگر مروتاً انکار نہیں کر پا رہی تھی۔

‘‘میں نے تمہارے بھائی سے تو پوچھا نہیں۔’’ اچانک اسے خیال آیا۔

‘‘ارے تو بھائی میرے ساتھ جانے پہ منع تھوڑی کریں گے۔’’ صبا حیرت سے بولی۔

‘‘پھر بھی یوں پوچھے بنا جانا اچھا نہیں لگتا۔’’ وہ ہچکچائی۔

‘‘تو آپ بھائی کو فون کر لیں۔’’ اسنے آرام سے کہا۔

‘‘ہاں یہ ٹھیک ہے۔’’ وہ کہہ کر فون کی طرف بڑھ گئی اور جب معید سے بات کی تو وہ ناراضی سے بولے۔

‘‘بعض دفعہ آپ حد کر دیتی ہیں اجالا، یہ معمولی باتیں کوئی پوچھنے کی ہوتی ہیں۔’’

‘‘بس مجھے مناسب نہیں محسوس ہوا یوں بنا پوچھے جانا۔’’ اس نے جلدی سے وضاحت کی۔

‘‘چلیں خیر اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔’’ وہ خوشدلی سے بولے۔

‘‘ویسے آپ کو شاپنگ کرنا پسند نہیں۔’’ وہ کچھ سوچ کر پوچھنے لگے۔

‘‘بالکل نہیں۔’’ وہ فوراً بولی۔ مبادا وہ اسے کہیں شاپنگ پہ لے جانا نہ شروع کر دیں۔

‘‘ہوں۔۔۔۔!’’ اس کا مطلب ہے میرا اندازہ بالکل درست ہے، یہ بس صبا سے مروت نبھائی جا رہی ہے۔’’ وہ ہنستے ہوئے بولے تو اجالا بھی ہنس دی۔

‘‘یعنی آپ مجھے اچھا خاصا جاننے لگے ہیں۔’’ اس نے شگفتگی سے کہا۔

‘‘میرے دوست مجھے نظر شناس، مزاج شناس، قیافہ شناس وغیرہ کہتے ہیں اور یہ بھی کہ میں ایک انسان کو ایک

سے دوسری ملاقات میں بہت اندر تک جان لیتا ہوں۔'' انہوں نے اپنی ایک نئی خوبی اس پہ آشکار کی۔

''خاصی خطرناک خوبی ہے۔'' اس نے تبصرہ کیا کیونکہ اس نے بھی کئی بار محسوس کیا کہ وہ اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے اندر تک جاننا چاہتے ہیں ان کے اس انداز پہ وہ اکثر خائف ہو جاتی تھی۔

''خطرناک۔'' وہ بڑبڑائے۔

''صرف ان کے لیے جو اپنا آپ چھپانا چاہتے ہیں۔'' انکے جملے پہ پل بھر کے لیے وہ خاموش ہو گئی۔

''چلیں خیر، آپ کو بھی اگر کچھ چاہیے تو خیر بیجیے گا میرا تو اس طرف دھیان ہی نہیں گیا کبھی۔'' انہوں نے خود ہی بات بدل دی۔

''ٹھیک ہے، فی الحال تو مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، پھر کبھی دیکھ لیں گے۔'' اس نے ایک دو باتیں کر کے فون بند کر دیا، لیکن اس کا دھیان تو ان کے ایک جملے پہ ہی اٹک گیا تھا۔

صبا کے ساتھ شاپنگ بھی اس نے خاصی بددلی سے کی تھی، واپسی پہ صبا اسے کے ایف سی لے آئی۔

''آجائیں بھابھی، تھوڑا سکون ملے گا یہ تو میرے لیے ممکن ہی نہیں کہ کے ایف سی کے سامنے سے میں اسے اگنور کر کے گزر جاؤں۔'' وہ زبردستی اسے اندر لے آئی، اس کے انداز پہ اسے شہلا یاد آگئی وہ بھی ایسی تھی زندگی سے بھرپور اور کے ایف سی کی دیوانی اندر قدم رکھتے ہی اے سی کی ٹھنڈک سے اسے خاصا سکون ملا، ایک میز پہ بیٹھتے ہوئے اس کی نظر کچھ فاصلے پہ بیٹھے معید حسن اور ان کے ساتھ موجود لڑکی پہ جم گئی۔

''کیا ہوا۔۔۔؟'' صبا نے حیرت سے پوچھتے ہوئے اس کی نظروں کا تعاقب کیا تو وہ بھی چونک گئی۔

''ارے یہ تو بھائی ہیں اور ان کے ساتھ یہ لڑکی کون ہے، آئیں مل کر جاتے ہیں۔'' وہ صبا کو روکنے ہی والی تھی

کہ معید کی نظر بھی ان پہ پڑ گئی لمحہ بھر کو وہ بھی شاکڈ ہوئے مگر پھر فوراً ہی خود کو سنبھال لیا، اب نہ ملنے کا کوئی جواز ہی نہ تھا۔

''السلام علیکم زارا۔'' ان کے قریب پہنچنے پہ اجالا نے اس لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھا کر بڑے یقین سے اس کا نام لیا۔

''وعلیکم السلام۔'' زارا نے کچھ الجھ کر اسے دیکھا گویا پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

''شی از مائی وائف۔'' معید حسن نے اس کا تعارف کرایا اب وہ فوری جھٹکے سے سنبھل چکے تھے۔

''جی۔۔۔'' اب بوکھلانے کی باری زارا کی تھی وہ اتنا گڑبڑائی کہ اٹھ کھڑی ہو گئی اجالا نے اب تک اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

''اور یہ میری چھوٹی سسٹر ہیں صبا۔'' انہوں نے تعارف مکمل کیا زارا نے صبا سے بھی ہاتھ ملایا۔

''آپ لوگ پلیز ہمیں جوائن کر لیں۔'' زارا نے خوش اخلاقی سے کہا اب وہ بھی سنبھل چکی تھی۔

''بیٹھ جائیں بھابھی، اچھا ہے بل بھائی پے کر دیں گے۔'' صبا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ معید حسن نے بھی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

زارا، صبا سے ہلکی پھلکی بات کرنے لگی، گاہے بگاہے وہ نظریں اجالا پہ بھی ڈال لیتی جو کسی سوچ میں ڈوبی چپس کو کیچپ میں ملائے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صبا فارغ ہو کر کھڑی ہو گئی۔

''چلیں بھابھی۔۔۔'' اجالا چونکی۔ پھر اپنی پلیٹ پہ نظر ڈالی سب کچھ ویسے ہی موجود تھا معید حسن نے بھی اس کی پلیٹ دیکھی اور صبا سے کہا۔

"تم جا کر گاڑی میں بیٹھو یہ آ رہی ہیں۔" اور اجالا کی توجہ پلیٹ کی طرف کر دی۔ اجالا برگر اٹھا کر کھانے لگی، صبا چلی گئی۔

"آپ نے مجھے کیسے پہچانا کیا معید نے آپ کو میری تصویر دکھائی تھی؟" زارا کے انداز میں تجسس کے ساتھ ساتھ اشتیاق بھی تھا۔

"کیا معید کے پاس آپ کی کوئی تصویر تھی۔" اجالا نے الٹا سوال کر دیا۔ زارا کچھ دیر سوچتی رہی پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر کیسے۔۔۔۔؟" اسے مزید تجسس ہوا۔

"معید نے آپ کے بارے میں بتایا تھا۔" وہ سادگی سے بولی معید نے ایک نظر اسے دیکھا اسے یاد نہیں آیا کہ کبھی اس نے اجالا کے سامنے زارا کا نام لیا ہو گا بس جو ایک بار کال آئی تھی وہ اس نے دیکھی تھی باقی اس کے اپنے اندازے تھے۔

"ارے تو کیا معید نے میرا حلیہ بھی بتایا تھا وہ جو اشتہاری مجرموں کا اکثر بتایا جاتا ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے کچھ شرارتی انداز میں کہا اجالا بھی ہنس دی۔

"بے شک انہوں نے حلیہ نہیں بتایا تھا مگر آپکے بارے میں بتایا تھا باقی چہرے کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ اتنی اچھی آپ ہی ہو سکتی ہیں، کیونکہ یوں بھی یہ کسی عام سے انسان سے انسپائر ہونے والے نہیں بہت خاص اور کھرے انسان کو اپنی رفاقت کا حق دیتے ہیں اور آپ میں مجھے پہلی نظر میں ہی یہ خوبیاں محسوس ہو گئیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

زارا تو حیرت سے گنگ رہ گئی البتہ معید حسن کے لبوں پہ ایک دلنش مسکراہٹ ابھر آئی نہ جانے کیوں انہیں اس سے اسی قسم کے رسپونس کی امید تھی۔

"اچھا میں چلوں، ویسے زارا مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی جیسا میں نے آپ کا تصور بنایا تھا آپ بالکل اس پہ پوری اتریں۔" اجالا نے زارا سے ہاتھ ملاتے ہوئے پورے خلوص سے کہا۔

"یقین مانو مجھے بھی تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔" زارا نے بھی اپنے بھرپور خلوص کا مظاہرہ کیا اب وہ سنبھل چکی تھی۔

"معید آپ جائیں نا اجالا کے ساتھ وہ اکیلی۔۔۔۔۔" زارا نے سوچ میں گم بیٹھے معید کو مخاطب کیا۔

"ارے نہیں پلیز، آپ لوگ انجوائے کریں، میں صبا کے ساتھ چلی جاؤں گی۔" وہ معید کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اللہ حافظ کر کے تیز تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"بھابھی یہ بھائی کے ساتھ لڑکی کون تھی، میرا تو گمان بھی نہیں تھا کہ بھائی کی بھی کسی لڑکی سے دوستی ہو سکتی ہے۔" صبا کچھ دیر بعد بولی شاید وہ بہت دیر سے خود کو یہ سوال کرنے سے روک رہی تھی۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں، کوئی دوستی نہیں وہ تمہارے بھائی کے آفس میں کام کرتی ہیں کچھ ڈسٹرب تھی تو تمہارے بھائی یہاں لے آئے ورنہ اور کوئی مسئلہ نہیں۔" اجالا نے اس کی بدگمانی دور کی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ معید حسن کا جو امیج ان سب کے دل میں ہے اس میں فرق پڑے۔

*_*_*_*

"میعد بیٹے اتنے دن ہو گئے دلہن کو اس کے والدین سے ملا کر لے آؤ۔" معید حسن آفس سے آ کر بیٹھے تو

چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد آمنہ بیگم معید حسن سے مخاطب ہوئیں۔

معید نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے؟

''نہیں آنٹی، ابھی یہ تھکے ہوئے ہیں کل چلی جاؤں گی۔'' اجالا نے انکار کیا۔

''کیوں کل مجھے تھکاوٹ نہیں ہوگی۔'' معید حسن خوشدلی سے بولے، سب کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھر گئیں اجالا جھینپ گئی۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا، میرا خیال تھا یہ کل آفس جاتے ہوئے مجھے چھوڑ دیں گے واپسی میں پک کر لیں گے۔'' اس نے وضاحت کی۔

''ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔'' آمنہ بیگم نے تائید کی۔

''اگر بیٹا تمہیں دو تین دن رکنا ہو تو رک جانا۔'' انہوں نے فراخدلی سے آفر کی۔

''نہیں آنٹی میں آجاؤں گی۔ رکنے کا موڈ نہیں۔'' اس نے سہولت سے انکار کیا۔

''سوچ لیں بھابھی، ساسیں ایسی آفر کبھی کبھی کرتی ہیں۔'' ایاز نے شریر انداز میں کہا۔

''میرے ساتھ یہ مسئلہ نہیں، مجھے اکثر ایسی آفر ہوتی ہے۔'' وہ مسکرا کر بولی۔

''آپ آفر ٹھکرا دیتی ہیں جب ہی تو ہوتی ہے۔ ایک بار قبول کر کے دیکھیں دوبارہ نہیں ہوگی۔'' وہ باز نہیں آیا۔

''تم اسے چھوڑو دلہن یہ بک بک کرتا رہے گا تم جا کر معید کو دیکھو اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔'' انہوں نے ایاز کو گھورتے ہوئے کہا اس دوران معید حسن اٹھ کر جا چکے تھے۔

''انہیں اس وقت صرف بھابھی کی ہی ضرورت ہوگی۔'' وہ پھر شرارت سے بولا تو اجالا مسکراہٹ دباتے لاؤنج سے نکل گئی وہ کمرے میں آئی تو معید حسن چینج کر کے ایزی ہو کر لیٹے ہوئے تھے اس نے کباب اور چائے کی ٹرے وہیں رکھ دی گو کہ اسے معلوم تھا اسکی ضرورت نہیں وہ کے ایف سی سے آ رہے ہیں۔

''تھینکس!'' انہوں نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے مشکور انداز میں کہا اور اس کا دل رکھنے کو ایک کباب بھی لے لیا۔

''اجالا آپ نے زارا کو کیسے پہچانا؟'' کچھ دیر بعد معید حسن نے اجالا کو مخاطب کیا وہ بھی شاید اسی الجھن میں تھے کہ جب ان کی ایک بار بھی اجالا سے زارا کے سلسلے میں بات نہیں ہوئی تو پھر وہ۔

''آپ نے شادی کی پہلی رات میں کہا تھا آپ کسی میں انوالو ہیں اور پھر زارا کی کال آئی تو مجھے اس کا نام پتا چل گیا اور سوال یہ کہ میں نے بائے فیس انہیں کیسے پہچانا تو جتنا میں آپ کو سمجھ سکی ہوں اس سے مجھے اندازہ ہے کہ آپ کی دوستی یا پسندیدگی جو بھی کہہ لیں وہ صرف زارا تک محدود ہوگی مجھے نہیں لگتا زارا اور اب میرے علاوہ کسی دوسری لڑکی کا آپ کی زندگی میں گزر ہو، بس اسی بنیاد پہ میں زارا کے بارے میں کنفرم ہوگئی۔'' اس نے مکمل وضاحت کی۔

''کیوں، میری کسی اور لڑکی سے دوستی کیوں نہیں ہوسکتی۔'' وہ اس کے تجزیے سے محظوظ ہوتے ہوئے کچھ مسکرا کر بولے۔

''اس لیے کہ آپ مجھے اس ٹائپ کے نہیں لگے زارا سے بھی اتفاقیہ ملاقات ہوگی۔'' وہ صاف گوئی سے بولی۔

"خوب۔۔۔۔بہت خوب یعنی آپ مجھے اتنا جاننے لگی ہیں، ویسے میں نے دوستی کی بات کی تھی فلرٹ کی نہیں۔" وہ اس کے اندازے پہ خوشگوار حیرت کا شکار ہوئے۔

"لڑکیوں سے دوستی فلرٹ کے زمرے میں آتی ہے۔" وہ کچھ سوچ کر بولی۔

"لوگ تو ایسا نہیں سمجھتے، نہ اب ایسا ماحول رہا۔"

انہوں نے گہری نظر سے اسے دیکھا۔

"میں نے آپ کے نظریے سے کہا ہے لوگوں کے نہیں۔ کیا آپ لڑکیوں سے دوستی کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں۔" وہ جیسے اپنے اندازے کی تصدیق چاہنے لگی۔

"نہیں میرے لیے ایسی دوستی کا کوئی تصور نہیں۔ لڑکا لڑکی میں یا تو افیئر ہوتا ہے یا محبت۔ اب لوگ اسے مہذب رنگ دے کر دوستی کا نام دینے لگیں تو اور بات ہے۔" انہوں نے اپنا موقف واضح کیا۔

"چھوڑیں اس بات کو، یہ بتائیں آپ کی اور زارا کی ملاقات کیسے ہوئی اور آپ لوگ۔۔۔۔جدا کیسے ہوئے۔" بولتے بولتے رک گئی۔

"وہ جدا کب ہوئے تھے ابھی تو مل رہے تھے۔" اس نے سر جھٹکا۔

"بتائیں نا آپ لوگ کیسے ملے۔۔۔؟" انہیں سوچ میں گم دیکھ کر اس نے دوبارہ کہا بہت مشکل سے تو یہ بات پوچھنے کا موقع ملا تھا ورنہ تو بس وہ سوچ کر رہ جاتی۔

"کوئی خاص نہیں بس یونہی۔" انہوں نے ٹالا۔

"یونہی کیا، پلیز بتائیں نا۔" یوں اصرار اس کی سرشت میں نہ تھا مگر فطری تجسس تھا کہ وہ اصرار کر بیٹھی اور وہ

اس کا اشتیاق دیکھ کر بتا ہی رہے تھے کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"بھابھی۔۔۔۔" اپنے نام کی صدا نے پہلی بار اسے کوفت میں مبتلا کیا۔

"ہاں، کیا ہوا۔" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔

"امی بلا رہی ہیں آپ کو، کوئی مہمان خاتون ملنے آئی ہیں" وہ کہہ کر جانے لگا پھر رک گیا۔

"لگتا ہے میں نے غلط وقت پہ انٹری دی۔" وہ اس کے چہرے پہ ہلکی سی جھنجھلاہٹ کا تاثر نوٹ کر گیا۔

"ارے نہیں میں تو بس، امی سے کہنا میں آ رہی ہوں۔" اس نے کچھ سنبھل کر کہا۔

اور اندر آ کر چائے کی ٹرے انتہائی بددلی سے اٹھانے لگی، اسے پتا تھا اب پتا نہیں دوبارہ کتنی دقتوں بعد اسے یہ موضوع شروع ہو گا۔

۔۔*دوسرے دن معید حسن اسے آفس جاتے ہوئے گھر ڈراپ کرنے آئے۔

"آپ اندر آئیں گے۔" انہیں گاڑی سے اترتا دیکھ کر وہ چونکی ورنہ اس کا تو خیال تھا وہ واپسی میں آئیں گے۔

"ہاں۔۔امی سے سلام دعا کر لوں یوں مناسب نہیں لگتا دروازے سے لوٹ جانا۔" انہوں نے اس کی ہمراہی میں اندر قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس شخص کی تہذیب۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔ اجالا اندر آئی تو امی کچھ میں مصروف تھیں۔ اس نے پیچھے سے ان کے شانے تھام کر انہیں سلام کیا۔

"ارے اجالا، تم کب آئیں۔" انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کا ماتھا چوما۔

"ابھی آئی ہوں اور آپ پہلے معید سے مل لیں انہیں آفس جانا ہے۔" وہ انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں آ

گئی۔

''السلام علیکم امی۔'' معید انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور سلام کرتے ہوئے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔

''وعلیکم السلام، اللہ لمبی عمر دے۔ خوشیاں دے ترقی کرو۔'' امی نے سر پر ہاتھ پھیر کر باقاعدہ دعائیں دیں ایک دلکش مسکراہٹ ان کے چہرے پہ ابھر آئی۔

''اور آپ کی طبیعت ٹھیک ہے اور پاپا ارسلان وغیرہ۔'' انہوں نے سب کی خیریت پوچھی۔

''ہاں اللہ کا شکر ہے سب خیریت ہے، تم بیٹھو میں چائے لاتی ہوں۔'' وہ کھڑی ہوئیں۔

''نہیں امی ابھی بالکل گنجائش نہیں واپسی میں آؤں گا تو پھر انشاء اللہ۔'' انہوں نے سہولت سے منع کیا اور اجالا تو ان کی فرمانبردارانہ انداز پہ کھو سی گئی وہ ہمیشہ انہیں امی کہتے تھے جبکہ وہ اپنی ساس کو ابھی تک آنٹی کہتی تھی ہر دفعہ معید کو امی کہتا دیکھ کر وہ شرمندہ ہو جاتی کہ اب وہ بھی امی کہے گی مگر پھر بھول جاتی حالانکہ انہوں نے کبھی اسے ٹوکا نہیں تھا مگر اسے خود برا محسوس ہوتا۔

''اچھا میں چلوں۔'' انہوں نے بطور خاص اجالا کو ہوش دلانے کے لیے زور سے مخاطب کیا۔

''اچھا اللہ حافظ۔'' وہ بھی چونک کر کھڑی ہو گئی۔

ان کے جانے کے بعد وہ دوپہر تک امی سے باتوں میں مصروف رہی پھر دوپہر کے کھانے کے بعد شہلا کو فون کر کے بلا لیا اور شہلا کے ساتھ دوپہر ڈھلنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ اجالا تو سو گئی باتیں کرتے کرتے چھ بجے اس کی آنکھ کھلی تو وہ چونکی۔

''ارے مجھے نیند آ گئی پتا نہیں چلا اور یہ شہلا کہاں گئی اٹھایا نہیں اس نے۔'' وہ خود کلامی کرتے ہوئے شہلا کو

ادھر ادھر دیکھنے کے بعد نہانے چلی گئی سات بجے تک معید حسن آ جاتے تھے وہ تیار ہو کر نیچے چلی آئی تو شہلا امی کے ساتھ کچن میں پٹر پٹر کرتے ہوئے کباب کی ٹکیاں بنا رہی تھی وہ مسکرا دی۔

''کیا ہو رہا ہے۔'' وہ کچن میں داخل ہوئی۔

''ہو گئی محترمہ کی نیند پوری۔'' شہلا نے اسے دیکھ کر چھیڑا۔

''ہاں پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی۔ تم مجھے اٹھا دیتیں۔'' وہ کچھ شرمندگی سے کہنے لگی۔

''میں نے سوچا پتا نہیں، بچی کب سے جاگی ہوئی ہے، سونے دو۔'' شہلا نے شرارت سے کہا تو وہ ہنس دی۔

''ایسی کوئی بات نہیں، میں روز سوتی ہوں اور امی آپ کن کاموں میں مصروف ہیں۔'' وہ شہلا کو جواب دے کر ان کی طرف متوجہ ہوئی اور آگے بڑھ کر پتیلیوں کے ڈھکن اٹھا کر دیکھنے لگی۔ ایک میں چکن کڑاھی، ایک میں بریانی کی یخنی، مچھلی فرائی کے لیے مسالا لگا کر رکھی ہوئی تھی اور کباب بن رہے تھے۔

''مائی گاڈ، امی اتنا اہتمام۔'' وہ چیخی۔

''یقین مانیں معید بہت ناراض ہوں گے انہوں نے کھانا کھانے کا منع کیا تھا اور آپ۔۔۔۔ لگتا ہے پوری دوپہر کچن میں گزار دی۔''

''لو اب کیا میں اپنے داماد کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی، وہ کبھی کبھی تو آتا ہے۔'' وہ الٹا ناراض ہونے لگیں۔

''مگر امی آپ نے ناحق اتنی محنت کی، آپ کو معلوم ہے آپ کا داماد سادہ مزاج ہیں اور کھانا بھی سادہ کھاتے ہیں، زیادہ خوش خوراک نہیں ہیں اور پھر انہیں آپ کی تنہائی کا احساس ہے۔'' اس نے وضاحت کی۔

''اور پھر آپ کو میں نے پہلے بھی کہا تھا کوئی ملازمہ رکھ لیں، مگر آپ بھی نا۔'' اس نے پھر خفگی سے کہا۔

"بھئی اب تین بندوں کے لیے کیا ملازمہ رکھوں، گھر میں ہوتا ہی کون ہے۔ صفائی اور کپڑے دھونے والی تو آتی ہے اور آج تو یوں بھی شہلا نے میری بہت مدد کی۔" وہ ہمیشہ سے ہی کھانا خود بنانے کی قائل تھیں۔ سو ان کا کوئی کک رکھنا مشکل ہی تھا۔

"کوئی نہیں آنٹی، میں نے کوئی خاص ہیلپ نہیں کی بس ایک دو چھوٹے موٹے کام کیے ہیں۔" خاموش کھڑی شہلا نے فوراً ہی صاف گوئی سے کہا۔

"نہیں بھئی اچھے خاصے کام کیے ہیں شہلا نے۔ میرے منع کرنے کے باوجود کباب پیس کر ٹیکیاں بنائیں، رائتہ، سلاد اور ٹرائفل بھی بنایا۔" انہوں نے اجالا کو خوشدلی سے ساری تفصیل بتائی۔

"واقعی۔" اجالا حیرانی سے بولی تو شہلا نے ایک ادا سے کالر اٹھائے اور پھر دونوں ہنس دیں۔ اس وقت فون بجنے لگا، اجالا نے آکر اٹینڈ کیا معید کا ہی فون تھا۔

"ہاں، اجالا۔۔۔ شاید مجھے آنے میں دیر ہو جائے آٹھ، ساڑھے آٹھ تک۔" سلام دعا کے بعد انہوں نے کہا وہ پل بھر کو خاموش ہو گئی تو گویا آج بھی زارا سے ملاقات کا ارادہ ہے، اب انہیں اور کوئی کام بھی ہو تو اس کا دھیان زارا کی طرف جاتا۔ وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی، وہ اور بھی کچھ کہہ رہے تھے مگر اس کی خاموشی نوٹ کر کے چپ ہو گئے۔

"میں اپنے آفس کے ہی کسی کام کے سلسلے۔۔۔" وہ اس کی خاموشی کو درست معنی پہناتے ہوئے وضاحت دینے لگے، مگر بیچ میں ہی اجالا نے ٹوک دیا۔

"آپ کھانا یہیں کھائیے گا، امی نے انتظام کر لیا ہے۔" انہوں نے ہونٹ بھینچ لیے اس کی بات کاٹنے پر

انہیں اجالا کی پہلے کی کہی بات یاد آگئی۔

"میں نہیں چاہتی آپ مجھ سے جھوٹ بولیں اور آپ سے سچ سننے کا بھی مجھ میں حوصلہ نہیں۔"

"ٹھیک ہے میں آجاؤں گا۔" انہوں نے فقط اتنا کہہ کر فون رکھ دیا۔ انہیں حقیقتاً دکھ پہنچا تھا اس کے طرز عمل پہ، اور ساتھ ہی اپنے وضاحت کرنے پہ بھی غصہ آیا تھا شاید وہ بدگمان ہو رہی تھی ان کی سوچ بھٹکی۔

اجالا فون بند کر کے لان میں چلی آئی، اسے اندازہ ہو گیا تھا معید حسن کو اس کی حرکت بری لگی مگر وہ جانتی تھی آنے تک وہ نارمل ہوں گے مگر اسے خود اپنی حرکت پہ دکھ ہوا تھا اسے ان کی پوری بات سن لینی چاہیے تھی وہ جھوٹ نہیں کہتے وہ اب بھی سچ کہہ رہے تھے مگر پتا نہیں کیوں ان کی وضاحت اسے بری لگی، لگا شاید وہ اس کی ذات پہ شک کر رہے ہیں کہ وہ ان کا زارا سے ملنا پسند نہیں کرتی، حالانکہ دیر سے آنے کا سن کر پہلی بات اس کے دل میں یہی آئی تھی وہ تو ان کی ادھوری وضاحت نے اسے پر سکون کر دیا، پھر ان کی وضاحت پہ یہ رد عمل کیوں۔۔۔۔ کیا واقعی اسے معید حسن کا زارا سے ملنا پسند نہیں؟ اس کے اندر باہر خاموشی ابھر آئی، مگر یہ حقیقت تھی کہ وہ اب خود کو معید حسن کے بغیر ادھورا محسوس کرنے لگی تھی اور چاہتی تھی جلدی وہ کسی ایک راستے کا انتخاب کر لیں۔ اپنی ذات کا تجزیہ کرتے کرتے اس کی آنکھوں کے کنارے ہلکے سے نم ہو گئے۔

"چائے پی لیں محترمہ، کیا کہہ دیا سرتاج نے کہ یوں سوچوں میں گم ہو گئیں۔" شہلا نے چائے کی ٹرے اس کے سامنے رکھی۔

"کچھ نہیں، بس یونہی۔" وہ چونکی۔

"سب ٹھیک تو ہے نا۔" شہلا کو اس کی آنکھوں کی نمی پہ تشویش ہوئی وہ بلا وجہ ہنس دی۔

"ویسے تم ابھی تک یوں بیٹھے بیٹھے مراقبے میں چلی جاتی ہو، معید بھائی نے کچھ کہا نہیں؟" شہلا مسکرا کر پوچھنے لگی۔

"نہیں کہتے تو نہیں، بس شرمندہ کرنے کے لیے مسکرا دیتے ہیں۔" وہ بھی مسکرا کر بولے۔

"معید بھائی نے کیا کہا ہے آنے کا؟" شہلا نے پوچھا۔

"آٹھ بجے تک آئیں گے۔"

وہ مغرب کی نماز پڑھنے اٹھی تو شہلا بریانی کو دم لگانے چلی گئی اس نے کہا بھی باقی کے ایک دو کام وہ کرلے گی شہلا اور امی ریسٹ کرلیں مگر شہلا نے ہی اسے روک دیا۔

ٹھیک آٹھ بجے معید کی گاڑی کا ہارن بجا۔

"اتنی دیر لگا دی معید بھائی، آپ کی بیگم تو اداس ہو گئی تھیں۔" سلام دعا کے بعد شہلا نے شوخی سے کہا۔

"اچھا۔۔۔!" ویسے یہ عموماً اداس ہی رہتی ہیں۔" وہ مسکرائے شہلا نے چونک کر انہیں دیکھا مگر ان کا انداز سادہ تھا۔

"کیوں بھئی ایسا کیوں؟" شہلا نے تعجب سے ان کے ہاتھ سے گلاس لیتی اجالا سے پوچھا۔

"میرا انداز ہی ایسا ہے، اب انہیں فیل ہوا ہو تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔" اجالا نے آہستہ سے کہا۔ وہ اب کف لنک کھول رہے تھے آستین فولڈ کر کے اجالا کو دیکھا غالباً منہ دھونے کا ارادہ تھا، اجالا ان کو واش روم کی سمت لے آئی۔

"پتا نہیں ایسی بات کیوں کہی انہوں نے، انداز تو سادہ تھا طنز کا شائبہ بھی نہیں تھا پھر کیا پتہ یونہی میرے کم

ہنسنے بولنے پہ چوٹ کی ہو۔" وہ تولیہ لیے وہیں ان کے انتظار میں کھڑی سوچ رہی تھی۔ انہوں نے اس کے ہاتھ سے تولیہ لیا تو وہ چونکی۔

"آئی ایم سوری؟" اس نے دھیرے سے کہا۔

"وہ کس لیے۔۔۔" وہ حیران ہوئے۔

"میں فون پہ آپ کی ٹھیک سے بات نہیں سن سکی مجھے پوری بات سن لینی چاہیے تھی۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"یہ کوئی ایسی بات نہیں، مجھے سمجھنا چاہیے آپکو میرا وضاحت دینا پسند نہیں، تو میں ایسا نہ کروں مگر میں نادانستہ ہر بار۔۔۔ اینی وے، سوری تو مجھے کہنا چاہیے اس بات پہ۔" وہ خوشدلی سے بولے وہ مزید شرمندہ ہو گئی۔

"انکل اور ارسلان آ گئے۔" وہ اس کے چہرے سے شرمندگی کا تاثر زائل کرنے کے لیے بات بدل گئے۔

"نہیں، بس آنے والے ہوں گے، آپ کھانا کھائیں گے یا چائے۔" وہ ان کے ساتھ اندر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"چائے، کھانا انکل کے ساتھ کھائیں گے۔" انہوں نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہوئے کہا اور وہ وہیں سے چائے کے لیے پلٹ گئی۔

امی معید کے پاس آکر بیٹھیں تو وہ انہیں چائے دے کر کچن میں آ گئی۔ شہلا اب کباب اور مچھلی دونوں دونوں الگ الگ چولہے پہ فرائی کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

"کچن کے چکروں میں پھنس گئیں تم بھی، کیا سوچ رہی ہو گی اجالا نے کام کے لیے بلایا تھا۔" اجالا نے تاسف سے کہا۔

"بکواس مت کرو، میں تو خود اپنی مرضی سے کر رہی ہوں، اتنا ترس آ رہا تھا مجھے آنٹی پہ بے چاری صبح سے لگی ہوئی تھیں۔" شہلا نے اس کے یوں بولنے پہ لتاڑا۔

"یار میں نے تو منع ہی کیا تھا انہیں۔" وہ دوبارہ ندامت و شرمندگی میں گھر گئی۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو، اتنا تو انہوں نے کرنا ہی تھا تم لوگوں کے لیے، خاص کر معید بھائی کے لیے، خیر تم آنٹی کو کسی طرح مجبور کرو کسی خانساماں کے لیے۔" شہلا نے پہلے تو اسے ڈانٹا پھر مشورہ دینے لگی۔

"رہنے دو، وہ نہیں مانیں گی، ویسے میں نے دوپہر میں ایک دوسرا آئیڈیا دیا ہے۔" اجالا نے پہلا جملہ قدرے مایوسی اور دوسرا جوش سے کہا" وہ کیا۔۔۔؟" شہلا نے احتیاط سے کباب ٹرے میں منتقل کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ وہ ارسلان بھائی کی شادی کر دیں۔" اجالا آگے ہو کر فرائی مچھلی پلٹنے لگی۔

"ویری گڈ، ان حالات میں اس سے اچھا اور کوئی مشورہ ہو ہی نہیں سکتا، تمہیں یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا۔" شہلا نے بے اختیار اس کے آئیڈیے کو سراہا۔

"ویسے آنٹی ملازمہ کے خلاف ہو سکتی ہیں بہو کے نہیں۔" شہلا نے شرارت سے کہا۔

"جناب وہ تو فوراً تیار ہو گئیں، بس چلے تو آج ہی بارات لے جائیں۔" اجالا نے مسکرا کر کہا تو شہلا ہنس دی۔

"تو پھر کیا پریشانی ہے، ارسلان بھائی راضی ہیں؟"

اس نے دوسرے کباب فرائی پین میں منتقل کیے۔

"پہلے تو وہ کہتے تھے، میری شادی ہو جائے اور اب پتا نہیں۔" اس نے شانے اچکائے۔

"چلو اب تو تمہاری شادی ہو گئی، اب انہیں منا لو۔ کوئی لڑکی ہے تمہاری نظر میں۔" شہلا نے سلاد کے پتے کباب کی ٹرے میں سجاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے امی سے پوچھا تھا انہوں نے الٹا میرے اوپر ہی ڈال دیا کہ تم پسند کرو لڑکی۔" وہ چولہے کی آنچ ہلکی کر کے وہیں کیبنٹ سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہاں تو کیا حرج ہے تم ارسلان بھائی کے مزاج کو جانتی ہو، ان کے مزاج کی کوئی لڑکی دیکھ لو، مگر پہلے ان سے ضرور پوچھ لینا ان کی کہیں کمٹمنٹ تو نہیں۔" شہلا گارنش ٹرے میں کباب رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

وہ یونہی شہلا کو دیکھے گئی، سفید بے داغ جلد، جس پہ دل کے ستھرے اور گہرے پن نے اور جاذبیت پیدا کر دی تھی ماتھے پہ ہلکا سا پسینہ جس پہ کچھ لٹکیں چپک گئی تھیں لان کا دیدہ زیب سوٹ زیب تن کیے وہ پورے انہماک سے کباب پلٹ رہی تھی۔ وہ سگھڑ تھی، سلیقہ مند تھی، خوبصورت، پڑھی لکھی، ملنسار، سب سے بڑی بات اجالا اسے دس سال سے جانتی تھی بلکہ اس کے گھر والوں کو بھی، تو بھائی کی لڑکی بھی تو ہو سکتی ہے بلکہ یہی لڑکی ہو سکتی ہے جس میں کوئی خامی نہیں جو غیر ہو کر امی پہ ترس کھا کر اتنا کام کر سکتی ہے تو پھر جب یہ اس کا اپنا گھر ہو تو۔" اجالا کا دل چاہا اپنا سر دیوار سے پھوڑ لے، آخر اسے یہ خیال آج سے پہلے کیوں نہیں آیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو۔" شہلا نے اسکی محویت نوٹ کی۔ "کچھ نہیں، یونہی سوچ رہی تھی۔۔"

اس کا دل چاہا شہلا سے بات کرے مگر پھر اس نے ارادہ بدل دیا پہلے ارسلان بھائی سے بات کر لے ورنہ انہوں

نے انکار کر دیا تو شہلا کا دل دکھے گا۔ اسی وقت ارسلان بھائی نے اندر جھانکا۔

''ارے تم نے مہمانوں سے کام کرانا شروع کر دیا۔'' وہ اجالا سے مخاطب ہوئے۔

اجالا انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھی اور شکوہ کرنے لگی۔

''اتنی دیر کر دی آپ نے بھائی۔''

''سوری بھئی، مجھے بالکل خبر نہیں تھی کہ تم آئی ہوئی ہو۔'' انہوں نے سلام کا جواب دے کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''ویسے ارسلان بھائی، ابھی آپ نے مہمان کس کو کہا تھا، مجھے یا اجالا کو، کیونکہ اس وقت تو مہمان اجالا ہے۔'' شہلا شوخی سے بولی۔

''ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔'' انہوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

''اوہیں۔'' اجالا نے ان دونوں کو آنکھیں دکھائیں پھر تینوں ہی ہنس دیے اس نے اپنے نئے آنے والے خیال کے تحت انہیں دیکھا، ایک دم پرفیکٹ کپل تھا۔ وہ مسکرا دی۔

''ویسے اب تو تم بھی مہمان ہو اجالا کے آنے پہ ہی آتی ہو۔'' ارسلان بھائی شہلا سے کہہ رہے تھے۔

''ہاں تو اور کس کے لیے آؤں۔'' وہ ہنسی، اجالا کا دل چاہا ایک بار کہہ دیں ''ارسلان بھائی کے لیے، مگر بر وقت سنبھل گئی۔ اسے لگا در پردہ بھائی نے شہلا سے شکوہ کیا تھا نہ آنے کا۔

ارسلان بھائی چینج کرنے گئے تو وہ بھی ان کے پیچھے چلی آئی۔

''میں آ ہی رہا تھا۔'' وہ نہا کر آئے تھے اسے دیکھتے ہی کہنے لگے۔

''میں آپ کو بلانے نہیں آئی، مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

''کیا بات۔۔۔۔!'' وہ برش رکھ کر پلٹے۔

''آپ جانتے ہیں میں صبح سے آئی ہوں اور امی صبح سے کام میں لگی ہوئی ہیں، ایک لمحہ ان کو آرام نہیں ملا اب یہ عمران کے آرام کرنے کی ہے۔'' اس نے تمہید باندھی۔

''میں تو امی سے روز کہتا ہوں، کوئی ملازمہ رکھ لیں۔'' انہوں نے کہا۔

''وہ نہیں مانیں گی، اس کا مستقل حل ڈھونڈیں، آج تو بے چاری شہلا آگئی تھی دوپہر سے ان کے ساتھ کچن میں وہ بھی لگی ہوئی ہے۔'' اس نے جان کر شہلا کا ذکر نکالا۔

''بھئی واضح کرو، کیا کہنا چاہتی ہو۔''

''اس کا ایک بہترین اور مستقل حل موجود ہے، آپ شادی کر لیں۔'' وہ اطمینان سے بولی۔

''اب اس وقت بیٹھے بٹھائے تمہیں میری شادی کی کیا سوجھی۔'' انہوں نے اسے گھورا۔

''بس مجھ سے امی کی حالت نہیں دیکھی جا رہی، آپ کو کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دیں ورنہ میری پسند کی ہوئی لڑکی کو ڈن کریں۔'' وہ کچھ ضدی انداز میں کہنے لگی۔

''کون ہے وہ لڑکی۔۔۔۔'' ان کو تجسس ہوا۔

''پہلے آپ بتائیں، آپ کو کوئی پسند۔۔۔۔۔۔''

''نہیں کوئی نہیں۔'' اس کی پسند جاننے کے لیے وہ فوراً بولے۔

''تو میری پسند کی ہوئی لڑکی شہلا ہے۔'' اس نے مزید تجسس نہیں پھیلایا۔

''کون شہلا، یہ تمہاری دوست۔۔۔؟'' وہ حیرت سے بولے۔

''تو اور کتنی شہلا کو آپ جانتے ہیں۔'' وہ جز بز ہوئی۔

''بتائیں نا پھر آپ کی کیا رائے ہے شہلا کے بارے میں۔'' وہ پھر بے صبری سے پوچھنے لگی۔

''شادی سے پہلے تو اچھا خاصا صبر و تحمل ہوا کرتا تھا تم میں، اور میرے خیال میں معید حسن بھی بہت معقول انسان ہیں کہ میں سمجھتا ان کی صحبت میں تم بے صبری ہو گئی ہو۔'' انہوں نے اس کے بے صبرے پن پہ چوٹ کی۔

''افوہ! ابھی بھی مجھ میں صبر و تحمل ہے مگر اس وقت مسئلہ میرے عزیز از جان بھائی اور دوست کا ہے، لہٰذا صبر نہیں ہو رہا۔'' وہ جھنجھلا گئی۔

''چلو دیکھتے ہیں ابھی تو چلو سب کھانے پہ انتظار کر رہے ہوں گے۔'' انہوں نے اسے ٹالا۔

''پھر بھی بتائیں، آپ کو شہلا کیسی لگتی ہے؟'' وہ کسی طرح بھی بس ان کی رائے جاننا چاہتی تھی۔

''ارے یہ باتیں اس طرح کرنے کی ہیں۔ اب میں سوچ کر جواب دوں گا۔'' ان کو ہنسی آگئی اس کے انداز پہ۔

''آپ نے سوچنا کیا ہے، اتنے عرصے سے تو جانتے ہیں اس کو، کوئی برائی دیکھی۔'' اس نے شہلا کی سائیڈ لی۔

''تم نے شہلا سے کوئی بات کی اس بارے میں۔'' انہوں نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

''نہیں ایسے کیسے کر لیتی، اگر آپ انکار کر دیں تو میری کیا عزت رہ جائے گی۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''چلو میں تمہیں سوچ کر بتاؤں گا کچھ دنوں میں۔'' وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے وہ بھی مایوسی سے ان

کے پیچھے چلی آئی۔ سامنے ہی شہلا بریانی کی ڈش لے کر آ رہی تھی ڈائننگ ٹیبل پہ سیٹ کرنے کے لیے۔

''کہاں غائب ہو گئی تھیں تم۔'' اس نے اجالا کو گھورا۔ ''دیکھ لیں، بالکل اپنے گھر میں مکس ہو گی۔'' اس نے ارسلان بھائی کے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکراہٹ دباتے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

کھانے کھاتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں یہی خیال گردش کرتا رہا کبھی وہ ارسلان بھائی پہ نظر ڈالتی کبھی شہلا کو دیکھنے لگتی۔

''کتنا اچھا ہو اگر ارسلان بھائی مان جائیں۔'' اس نے حسرت سے سوچا اچانک معید حسن کی ارسلان بھائی سے بات کرتے کرتے نظر اجالا کی طرف اٹھی تو ایک پل کو تو حیران ہوئے پھر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ان کے چہرے پہ ابھر آئی اور اجالا نے تو نہیں البتہ شہلا نے ان کی حیرت اور مسکراہٹ دیکھی تھی اور اس کا ماخذ جاننے کے لیے ان کی نظروں کا تعاقب میں اجالا کو دیکھا تو اس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ مگر پھر اس کی پوزیشن دیکھ کر اس کو بھی ہنسی آگئی اجالا کے ہاتھ میں چمچ تھا اور چمچ بالکل منہ کے قریب تھا منہ بھی کھلا ہوا تھا اس وقت شاید اس کے ذہن میں کوئی خیال آیا تھا کہ چمچ یوں ہوا میں معلق رہ گیا، نہ منہ میں جا سکا نہ نیچے آ سکا۔ شہلا نے اسے ٹہوکا دیا۔

مگر اس پہ کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کر جھلا کر اس کے پاؤں پہ پاؤں مار دیا۔

''کیا ہوا۔۔۔؟'' سی کی آواز کے ساتھ اس نے شہلا کو گھورا۔

''چمچ یا تو منہ میں ڈال لو یا پلیٹ میں رکھ لو۔'' شہلا نے دانت پیس کر دھیمے لہجے میں کہا۔

''کون سا چمچ۔۔۔؟'' وہ ہونق پنے سے پوچھنے لگی۔

''یہ ڈش کا چمچہ۔۔۔۔!'' وہ بھنائی۔

''اتنا بڑا چمچہ میں منہ میں کیسے رکھ سکتی ہوں۔'' اجالا نے شہلا کو ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہو۔

''اف۔۔۔۔!'' شہلا نے بے ساختہ سر پیٹا تھا اور معید حسن کی ہنسی بڑی بے ساختہ تھی۔

ارسلان بھائی سے گفتگو کے باوجود ان کا دھیان ادھر ہی تھا اس لیے وہ یوں ہنس پڑے تھے جبکہ ارسلان بھائی نے حیرت سے انہیں دیکھا انہوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ معید حسن یوں ہنس پڑے۔

معید حسن حجل سے ہو گئے شہلا کو ہنسی آ گئی ان کے انداز پہ، ارسلان بھائی نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں تم لوگوں کو کیوں ہنسی آ رہی ہے، شہلا نے معید حسن سے نظر بچا کر کنپٹی پہ انگلی گھما کر یوں اشارہ کیا۔

''جیسے کہہ رہی ہو دونوں میاں بیوی پاگل ہیں۔'' ادھر معید حسن کے لیے اس اشارے پہ وہ اسے گھور کر رہ گئے جبکہ اجالا نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اس لیے زور سے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارے، یہ سب بالکل غیر محسوس انداز میں ہو رہا تھا کہ ٹیبل پہ موجود مما پاپا کو کسی بات کی خبر نہ تھی اور اب معید حسن بھی سنجیدگی سے کھانے کی طرف متوجہ تھے۔

''کافی پی کر چلی جانا شہلا۔ ارسلان بھائی چھوڑ دیں گے۔'' اجالا نے معنی خیزی سے ارسلان کو دیکھا۔

''ہاں بیٹا، اب اتنی رات کو اکیلی کہاں جاؤ گی، ارسلان چھوڑ دے گا۔'' امی نے بھی حمایت کی تو وہ خاموش ہو گئی پہلے بھی کئی بار ارسلان بھائی چھوڑ چکے تھے گھر بھی قریب تھا اس لیے ایسا کوئی مسئلہ نہیں تھا اور پھر کافی بناتے ہوئے شہلا نے جب اجالا کو اس کے کھانے کا واقعہ سنایا تو وہ بھی شدید شرمندگی کا شکار ہو گئی۔

''ایسے ہی کرتے ہیں معید! میری کیفیت کو انجوائے کرتے ہیں بھی ٹوکتے یا بتاتے نہیں۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''ہاں تو تمہیں اتنا مدہوش ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔'' شہلا نے اسے لتاڑا۔ ''میں تو تمہاری اور۔۔۔۔''

اب اس نے فوراً دانتوں کے نیچے زبان دبائی ابھی ابھی منہ سے نکل جاتا کہ ان کی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی تو جانے شہلا کا کیا رسپونس ہوتا۔

کافی پیتے ہی معید حسن نے چلنے کا اشارہ کر دیا مما پاپا سے مل کر وہ لوگ ساتھ ہی نکلے ارسلان بھائی جب شہلا کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھے تو اس نے سب سے نظر بچا کر انگلی اور انگوٹھے سے پرفیکٹ کا اشارہ کیا اور وہ اسے نظروں سے انسان بننے کی تلقین کرنے لگے۔

''ایک منٹ۔۔۔!'' وہ معید کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے اتر کر تیزی سے ارسلان بھائی کی طرف آئی ارسلان بھائی بھی اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر گاڑی سے اتر گئے۔

''ارسلان بھائی آپ ابھی شہلا سے بات کر لیجیے گا۔'' وہ بے تابی سے کہنے لگی۔

''آخر تمہیں اتنی جلدی کس بات کی ہے۔'' انہوں نے اسے گھورا۔

''اب پتا نہیں کب ملاقات ہو، کم از کم اس کا عندیہ تو معلوم ہو۔ اس کے کان میں بات ڈال دیں یا پھر میں یہ سمجھوں آپ خود ایسا نہیں چاہتے۔'' وہ ناراضگی سے بولی۔

''چلو ٹھیک ہے، میں دیکھتا ہوں، اب تم جاؤ معید حسن انتظار کر رہے ہیں۔'' اس بار وہ اس کا دل نہیں توڑ سکے وہ بے اختیار خوش ہو گئی۔

"اجالا کیا ملک سے باہر جا رہی ہو، جو دوبارہ بھائی سے ملاقات نہیں ہو گی۔" شہلا کو واقعی دیر ہو چکی تھی اب اس سے مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔

"نہیں بہت اہم قرارداد منظور ہو رہی تھی۔" وہ ہنستی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

گاڑی میں بقول شہلا کے اس پہ مدہوشی طاری رہی معید حسن نے ایک دو آوازیں دیں مگر اسے اپنے آپ میں مگن دیکھ کر مزید پکارنے کا ارادہ ترک کر کے پوری توجہ ڈرائیونگ پہ مبذول کر دی۔ گھر پہنچ کر بھی اس کی کیفیت ہنوز تھی بے توجہی سے سارے کام نبٹائے ساتھ ساتھ گھڑی پہ بھی نظریں تھیں۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد اس نے معید کو چائے لا کر دی اور کچھ جھجک کر پوچھنے لگی۔

"میں آپ کے موبائل سے ایک کال کر لوں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔ میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے آپ تکلفات میں نہ پڑا کریں میری سب چیزوں پر آپ کا حق ہے۔" انہوں نے شائستگی سے کہتے ہوئے موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔

اس نے تیزی سے ارسلان بھائی کا نمبر ملایا جو موبائیل ہی میں فیڈ تھا۔

"میں تمہارے ہی فون کا انتظار کر رہا تھا۔" اس کے ہیلو کے جواب میں ارسلان بھائی کی مسکراتی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔۔۔ تو پھر خود فون کر لیتے۔" وہ بھی مسکرائی۔

"کیوں۔۔۔ تجسس تو تمہیں تھا۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولے تو اس کو ہنسی آ گئی۔

"چھوڑیں ان باتوں کو یہ بتائیں شہلا سے بات ہوئی۔" وہ فوراً اصل موضوع پہ آ گئی۔

"ہاں ہو گئی ہے۔۔۔" وہ مسکرائے۔

"افوہ، پوری بات بتائیں نا۔" وہ جھنجھلا گئی۔

"کیا کہا اس نے۔۔۔؟"

"اس نے کیا کہنا ہے۔ وہ بے چاری تو ہونق ہو گئی۔" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے۔

"آپ نے اس سے یہ تو نہیں کہا، یہ میرا آئیڈیا ہے۔" اسے خیال آیا۔

"تو تمہارا خیال ہے، میں نے تمہارے کہنے پہ اس سے بات کی ہے۔" وہ مزے سے بولے۔

"ہائیں۔۔۔ تو پھر۔" ان کے جملے پہ وہ حیران ہوئی۔

"بھئی، میں بے شک اپنی امی بہن کا فرماں بردار ہوں مگر اتنا بھی نہیں۔" ان کا انداز ہی الگ تھا، وہ ٹھٹک گئی۔

"تو کیا آپ۔۔۔" وہ اٹکی "جناب۔۔۔" وہ خوشدلی سے بولے۔

"کیا۔۔۔!" اس کی چیخ نکل گئی وہ مسہری سے کھڑی ہو گئی معید حسن نے حیرانی سے اسے دیکھا وہ سٹپٹا کر ٹیرس پہ آ گئی۔

"سچ کہہ رہے ہیں بھائی۔" وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔!" مسکراہٹ ان کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

"مائی گاڈ۔۔۔ آپ نے کبھی پتا ہی نہیں چلنے دیا اور ابھی جب میں گھر پہ کہہ رہی تھی تو کتنا انجان بن رہے تھے۔" وہ خوشگوار حیرت میں گھر گئی۔

"بس میں انتظار میں تھا کب میری بہن کو یہ خیال آتا ہے، میں حیران تھا اب تک تمہارا اس طرف دھیان

کیوں نہیں گیا۔'' وہ بہت خوشگوار موڈ میں تھے۔

''اس طرح دل کی باتیں دل میں نہیں رکھتے بعض اوقات بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔'' وہ ان کی سوچ پہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

''اگر اس کو یہ خیال نہیں آتا تو۔''

''میں جانتا ہوں میری بہن دلوں تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔'' ان کا لہجہ پر یقین تھا وہ مسکرا دی۔''ابھی تک معید حسن کے دل تک تو رسائی حاصل نہ کر سکی۔'' اس کی سوچ بھٹکی۔

''اور شہلا کا کیا رسپونس تھا۔'' وہ سر جھٹک کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

''یہ تو تم معلوم کرو، مگر مجھے یقین ہے رسپونس پوزیٹیو ہے۔'' ان کے تصور میں شہلا کا گھبرایا ہوا چہرہ آ گیا۔

''چلیں ٹھیک ہے جلد ہی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔اصل کام تو آپ نے کر لیا بہت مبارک ہو۔'' وہ شوخی سے بولی۔

''امی کو تو اعتراض نہیں ہوگا۔'' انہیں ایک دم خدشہ لاحق ہوا۔

''نہیں بھئی، امی تو شہلا پہ دل و جان سے فدا ہیں، آج شام کو دیکھتے کتنی تعریفیں کر رہی تھیں اس کی۔'' اس نے فوراً ان کے خدشے کو رد کیا۔

''چلیں اب آپ خواب دیکھیں اور مجھے اجازت دیں یہ حیران ہوں گے ابھی مل کر آئی ہوں دل نہیں بھرا۔'' تو ارسلان نے بھی ہنس کر اللہ حافظ کہہ دیا۔

''میرے خیال میں تمام بیلنس برابر ہو گیا ہو گا، لیکن ابھی اسے شہلا کو بھی کال کرنی تھی۔'' اس نے اندر

جھانک کر دیکھا تو وہ کتاب پڑھنے میں محو تھے۔

''میں ایک اور کال کر لوں؟'' اس کے پوچھنے پہ وہ چونکے۔

''اجالا آپ بھی نا۔۔۔۔'' وہ تاسف سے محض اتنا ہی کہہ سکے۔

''میں پوچھ نہیں رہی، آپ کو انفارم کر رہی ہوں۔'' اس نے جلدی سے کہا تو وہ ہنس دیے وہ پلٹ کر شہلا کو کال ملانے لگی۔

''ہیلو۔۔۔!'' شہلا کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔

''کیا ہوا سو گئی تھیں۔'' اجالا کو افسوس ہوا۔

''نہیں بس ابھی لیٹی تھی سونے والی تھی، تم سناؤ کیسے فون کیا۔'' شہلا اس کی آواز سن کر حیران ہوئی۔

''میرے بھائی کی نیندیں اڑا کر خود سکون سے سو رہی ہو۔'' اجالا نے مسکرا کر کہا۔

''کیا۔۔۔'' شہلا کی نیم وا آنکھیں پٹ سے پوری کھل گئیں۔

''اور نہیں تو کیا۔'' وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

''ایویں، مجھے الزام مت دو۔'' شہلا کی جھینپی جھینپی آواز اسے لطف دے گئی۔

''اچھا تو یہ بتاؤ، محترمہ کا میرے بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے۔'' وہ شوخی سے بولی۔

''میں کیا کہوں؟'' وہ سٹپٹا کر کہنے لگی۔

''ارے مجھ سے بھی چھپاؤ گی میں تو تمہاری دوست ہوں، اچھا چلو ایسا کرو ذہن سے یہ سب نکال دو وہ میرے بھائی ہیں بس ہم دونوں دوست ہیں، رائٹ اب بتاؤ شہلا یہ ارسلان صاحب، تمہیں کیسے لگتے ہیں بطور لائف

"پارٹنر، ٹھیک ہیں یا بس ایویں سے اوکے کر دیں یا۔۔۔" اجالا نے اسے اکسانے کو جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ "نہیں، نہیں اتنے اچھے انسان تو ہیں۔" وہ ایک دم تیزی سے بول اٹھی، اجالا بے اختیار کھلکھلا کے ہنس پڑی، اندر معید حسن نے ایسی نکھری نکھری دل سے ابھرتی ہنسی پہلی بار سنی تھی اجالا کی، سو وہ تجسس میں اس ہنسی کا دیدار کرنے چلے آئے۔

"آخر دل کا چور پکڑا گیا نا محترمہ۔۔۔" وہ اب بھی بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔

"بکو مت۔" شہلا نروس ہو گئی۔

"چلو ٹھیک ہے، میں امی پاپا کو لے کر کچھ دن تک آؤں گی، ویسے یقین مانو شہلا مجھے یہ سب جان کر بہت خوشی ہوئی تم اندازہ نہیں کر سکتیں۔" اس نے اپنے دل کی تمام تر گہرائیوں سے کہا۔ شہلا نے بھرپور طمانیت محسوس کی اجالا کی بات پہ۔

"اچھا اب تم بھی بھائی کی طرح خواب دیکھو اور مجھے اجازت دو۔" اس نے ایک دو باتیں کر کے فون آف کر دیا اور سر اٹھا کر آسمان کی نیلی وسعتوں کو دیکھنے لگی ایک طمانیت بھری پر سکون مسکراہٹ نے اس کا احاطہ کیا، اس کے دل کا اجالا اس کے ارد گرد پھیلنے لگا معید حسن یک ٹک اسے دیکھے گئے اور چاہ کر بھی اس منظر سے نظریں نہ چرا سکے اور ان کی نظروں کی تپش کا ہی احساس تھا کہ وہ پلٹی۔

"آپ۔۔ میں آ رہی تھی کمرے میں۔" وہ انہیں دیکھ کر مسکرائی۔

"مجھے آپ کی ہنسی کی آواز آئی تو میں دیکھنے چلا آیا کہیں اکیلے اکیلے۔۔۔" انہوں نے کنپٹی پہ انگلی گھما کر پاگل ہونے کا اشارہ دیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب۔۔۔" انہوں نے محظوظ ہو کر اس کی ہنسی کو دیکھا۔

"آپ کو ایک گڈ نیوز سناؤں۔" وہ پر جوش انداز میں کہنے لگی، کچھ کچھ اندازہ تو اسے ہو چکا تھا پھر بھی پوچھنے لگے۔

"ارسلان بھائی شہلا میں انٹرسٹڈ ہیں۔" وہ اور زیادہ پر جوش ہو گئی۔

"ہاں مجھے اندازہ ہو گیا تھا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہیں۔۔۔" اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"آپ کو کیسے پتا اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔" وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"ارسلان کو دیکھ کر اندازہ ہوا تھا، شہلا کی موجودگی میں اس کا موڈ خاصا خوشگوار ہو جاتا ہے اور آپ کو کیوں نہیں بتایا اب تو ماشاءاللہ آپ خود خاصی سمجھدار ہیں۔"

ان کی بات پہ وہ سوچ میں پڑ گئی یہ تو اس نے بھی کئی بار نوٹ کیا تھا، مگر اس طرف خیال ہی نہیں گیا۔

"ویسے اب کیا مسئلہ ہے، اب تو آپ نے تمام معاملہ حل کر دیا، دونوں فریقین بھی راضی ہیں۔" وہ اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بولے تو وہ چونک گئی۔

"کیا مطلب؟ آپ کو یہ سب کیسے پتا۔" وہ پھر حیران ہوئی۔

"بھئی میں آنکھیں کھلی رکھتا ہوں، سوچوں میں اتنا مدہوش نہیں ہوتا کہ آس پاس کی خبر نہ ہو۔ ابھی آپ نے میرے سامنے ہی تو ارسلان اور شہلا کو فون کیا ہے اور پھر گھر پہ بھی جس قسم کی حرکتیں آپ کر رہی تھیں وہ آپ کا خاصہ نہیں۔" انہوں نے پوری وضاحت کرتے ہوئے اس کے سوچنے پہ بھی چوٹ کی۔

"اف۔۔۔ کس قدر باریک بینی سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں ان کے دوست اگران کو چہرہ شناس یا قیافہ شناس کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ ارسلان بھائی سے جب اس نے بات کی تو بس کچھ ابتدائی جملے ہی ان کے سامنے کہے تھے اور ان کی ذہانت۔۔۔۔" وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

"اب سونے کا ارادہ ہے؟" وہ سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں چلیں۔۔۔" وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

*_*_*_*

پھر گزرے دنوں میں اس نے ارسلان بھائی اور شہلا کی منگنی کروا کر ہی سکون کا سانس لیا۔ ممی کو پہلے ہی کوئی اعتراض نہ تھا اور شہلا کے گھر والے بھیا نہیں جانتے تھے سو بغیر کسی حیل وحجت کے معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو گیا۔

آج کافی عرصے بعد وہ ذرا فراغت سے بیٹھی تھی تھوڑی دیر پہلے ہی سندھی بریانی اور کباب بنا کر آئی تھی چونکہ آج ویک اینڈ تھا لہٰذا اس کی ساس کچھ اچھا بنانے پہ زور دیتیں رفتہ رفتہ اس نے گھر کی ساری ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تھی اور تمام گھر والے معید سمیت اس کے کھانے کے رسیا ہو چکے تھے۔ وہ لاؤنج میں آئی تو آمنہ بیگم معید حسن پہ ناراض ہو رہی تھیں کہ وہ اجالا کو کہیں گھمانے نہیں لے کر جاتے اسلام آباد کا جانا تو کینسل کر دیا کراچی کے ہی تفریحی مقامات پر گھما کر لے آئیں۔

معید حسن بے چارگی سے انہیں دیکھ رہے تھے انہوں نے دو تین بار وضاحت کرنے کی کوشش بھی کی کہ وہ تو اکثر کہتے ہیں، مگر آمنہ بیگم کچھ سننے کو راضی ہی نہیں ہوئیں تو اجالا کو مداخلت کرنی پڑی۔

"امی یہ اکثر کہتے رہتے ہیں میں ہی منع کر دیتی ہوں۔" وہ آکر ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

اور ایسا ہوتا بھی تھا وہ اکثر کہتے مگر اجالا ٹال دیتی تو وہ بھی اصرار نہیں کرتے معید حسن نے ممنون نظروں سے اسے دیکھا اس نے ان کی گلو خلاصی کرادی تھی۔ مگر اسے خبر نہیں تھی وہ خود لپیٹے میں آجائے گی۔

"ارے تم کیوں منع کر دیتی ہو، ایسی کون سی بوڑھی روح سما گئی تمہارے اندر کہ دل مردہ کیے بیٹھی ہو، نہ ڈھنگ سے پہنتی ہو اوڑھتی ہو، نہ زیور، نہ چوڑی نہ میک اپ کچھ۔" انہوں نے اس کے بھی لتے لینے شروع کر دیے۔

"وہ امی۔۔۔ وہ میں۔" وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔

"دیکھو بیٹا یہی تو دن ہوتے ہیں اس کے بعد زندگی کے دھندے میں گھر کر انسان کو اپنے لیے وقت ہی نہیں ملتا، یہ زندگی کی شروع دنوں کی یادوں میں گھر کر ہی عورت باقی زندگی کی ساری صعوبتیں ہنسی خوشی برداشت کر لیتی ہے۔ تم ابھی سے ایسی روکھی پھیکی رہو گی تو آگے کیا ہو گا، شوہر کے آنے پہ عورت کو ایک دم ہنستے مسکراتے فریش نظر آنا چاہیے، شوہر کا دل بھی خوش ہوتا ہے اور وہ گھر آتے ہوئے بھی جوش اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ اب تمہارے جہیز میں بھی ایک سے ایک بہترین کپڑے ہیں اور بری بھی ہم نے بہت دل سے بنائی تھی۔ کوئی ایسے چمکیلے بھڑکیلے کپڑے نہیں نہ ہی کلر ایسے ہیں کہ طبیعت پہ گراں گزریں مجھے اپنے بیٹے کی نفیس طبیعت کا اندازہ تھا اور ماشاءاللہ بہو بھی ایسی نفاست پسند اور سمجھ دار سو بر سی ملی تو بس ان کپڑوں کو استعمال کرو، اللہ تمہیں برتنا نصیب کرے ایک لپ اسٹک تک تو لگاتی نہیں ہو اور بیٹا بھی ایسا۔۔۔" انہوں نے اجالا کو سمجھاتے سمجھاتے معید کو گھورا جو بہت اطمینان سے ان کی باتیں سن رہے تھے اپنی طرف رخ مڑتا

دیکھ کر بوکھلا گئے۔

''بس تم لوگوں کو دیکھ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے دونوں اپنی اپنی دنیا میں گم لگتا ہی نہیں نئے میاں بیوی ہو، مجھے دیکھو آج بھی تمہارے پاپا کے آنے پر تازہ دم ملتی ہوں ایک بار ہماری ساس نے نصیحت کی تھی وہ آج تک پلو سے باندھ لی۔ تم بھی برا مت ماننا، تمہارے بھلے کو کہہ رہی ہوں۔'' انہوں نے ایک لمبا لیکچر دینے کے بعد اجالا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ شاید اس کی خاموشی پہ انہیں احساس ہوا کہ آج کل کی لڑکیوں کو ایسی نصیحتیں گراں گزرتی ہیں۔

''نہیں امی، آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔'' اجالا نے دھیرے سے کہا۔

''جیتی رہو، دل خوش کر دیتی ہے تمہاری فرماں برداری۔'' وہ خوش ہو گئیں اس کے جواب پر۔

''یہ مکافات عمل ہے امی جان، آپ نے ہمیشہ اپنی ساس کا دل خوش رکھا اب آپ کی بہو آپ کا دل خوش کر رہی ہے۔'' ایاز نے انٹری دیتے ہوئے شوخی سے کہا۔

اور مکافات عمل کی یہ نئی اصطلاح جان کر اجالا اور معید دونوں کو ہنسی آ گئی۔

''بس آ گئے تم، اب کوئی سنجیدہ گفتگو تو ناممکن ہے۔'' انہوں نے اسے مصنوعی غصے سے گھورا۔ ''امی جی پیٹ میں چوہے ریس لگا رہے ہیں اور بھوک میں سنجیدہ کیا رنجیدہ گفتگو بھی نہیں ہوتی۔'' اس نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے اپنا سر ان کی گود میں رکھ لیا۔

''بس لگا ہی رہے تھے کھانا تم سے تھوڑا صبر نہیں ہوتا، میں دلہن کو کچھ سمجھانے بیٹھ گئی تھی۔'' انہوں نے اسے دور ہٹایا۔

''ارے امی سمجھی سمجھائی ہیں، آپ اتنا تردد نہ کریں۔'' وہ پھر شوخی سے کہتے ہوئے ان سے لپٹا۔

''بھابھی میں نے سلاد بنا لیا۔'' اسی وقت صبا نے آ کر اطلاع دی۔

''ارے واہ کتنا بڑا بوجھ اترا ہو گا بھابھی کے سر سے، تم نے اتنا بھاری بھرکم کام کر دیا۔'' ایاز نے صبا کو چھیڑا۔

''تم چپ ہی رہو، میں تم سے نہیں کہہ رہی۔'' وہ جھلا گئی۔

''اور اب ویسے بھی سلاد بنانا کوئی آسان کام نہیں رہا چھتیس قسم کے سلاد بننے لگے ہیں۔'' اس نے جتایا

''سلاد تو سلاد ہے اور اب ہم ویسے بھی سندھی بریانی کے ساتھ رشین سلاد تو نہیں کھا سکتے۔'' وہ پھر چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

''تم چپ ہی رہو۔'' وہ بھنا گئی اجالا مسکراتے ہوئے کھانا نکالنے اٹھ گئی۔

دوپہر کے کھانے کے کچھ دیر بعد معید حسن جب کمرے میں آئے تو چونک گئے اجالا نہا کر لائٹ پنک نفیس سے کام والا سوٹ جو اس کے چہرے کے مشابہہ تھا پہنی ہوئی تھی ساتھ لائٹ سی جیولری تھی اور اب وہ چوڑیاں چڑھانے کی کوشش میں لگی تھی۔ بے اختیار ان کی نگاہوں میں ستائش ابھری ساتھ ہی ہنسی بھی آئی انہیں اس کی شرافت سے کچھ اسی قسم کی امید تھی کہ وہ آمنہ بیگم کی باتوں پہ عمل کرے گی مگر اتنی جلدی کی بہر حال نہ تھی۔ ویسے بھی وہ شرافت، کردار، اخلاق اور تعلیم و تربیت کے جن زیور سے آراستہ تھی اس کے بعد معید حسن کو اس کے لیے ان عارضی زیورات کی کمی کبھی محسوس ہی نہیں ہوئی مگر آج انہیں احساس ہو رہا تھا بلاشبہ ان کی بھی قسمت جاگ اٹھی تھی۔ اسی وقت اجالا کی نظر ان پہ پڑی۔

''کیا ہوا نہیں پہنی جا رہی، لائیں میں پہنا دوں'' وہ آگے بڑھ کر اس کی ہیلپ کرنے لگے اور اسے پتا نہیں

کیوں اتنی شرم آرہی تھی کہ نہ جانے معید حسن کیا سوچیں جبکہ ان کا انداز نارمل ہی تھا۔

''آج شام کو تیار رہیے گا سی سائیڈ چلیں گے۔'' معید حسن نے چوڑیاں مکمل اس کے ہاتھ میں ڈالتے ہوئے کہا۔اجالا نے اثبات میں سر ہلا دیا اسے ان کی فرماں برداری سے یہی امید تھی اور اب وہ انہیں ٹال نہیں سکتی تھی۔مبہم سی مسکراہٹ بھی ابھری تھی اس کے چہرے پہ معید حسن بھی اس کی مسکراہٹ دیکھ کر مسکرا دیے غالباً جان گئے تھے اس کا سبب۔

''ہم زیادہ ہی ایک دوسرے کو نہیں جاننے لگے۔''معید حسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''شاید۔۔۔'' وہ بھی ہنس پڑی ان کا مفہوم سمجھ کر۔

شام کو جب وہ کپڑے سلیکٹ کرنے لگی تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کون سے پہنے،معید حسن اس کی الجھن نوٹ کر رہے تھے وہ اسے مخاطب کرنے ہی والے تھے کہ وہ پلٹی۔

''آپ ہی بتا دیں، میں کون سے کپڑے پہنوں'' وہ الجھ کر بولی۔

''اوں۔۔۔ایسا کریں ساڑھی پہن لیں۔'' وہ کچھ دیر بعد سوچ کر بولے۔

''ساڑھی۔۔۔سی سائیڈ پر۔'' وہ حیران ہوئی۔

''ہاں تو کیا ہوا۔ ہمیں کون سا پانی میں جانا ہے۔'' وہ مسکرائے۔

''پھر بھی وہاں کے حساب سے یہ ڈریس مناسب نہیں۔'' وہ متردد ہوئی۔

''چلیں جیسے آپ کی مرضی، پھر کوئی بھی پہن لیں۔'' انہوں نے اصرار نہیں کیا۔وہ چند لمحے کھڑی سوچتی رہی، پہلی بار تو انہوں نے فرمائش کی تھی اسے رد کرنا اچھا نہیں لگا، آخر مسٹرڈ کلر کی سلک کی موٹی ساڑھی

نکال لی۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی سمندر سے تھوڑے فاصلے سے ہی سمندر کی نم ہوا نے ان کا استقبال کیا ان دونوں کے ہی موڈ خوشگوار ہو چکے تھے۔

اسی وقت موبائل کی مدھر ٹون گاڑی میں گونجی، انہوں نے ڈیش بورڈ سے موبائل ترچھا کر کے دیکھا زارا کالنگ ہو رہی تھی، انہوں نے کاٹ دی، اجالا کی اپنی نظریں بھی ادھر ہی تھیں لہٰذا وہ چونک گئی۔

''کیا ہوا کال ریسیو کیوں نہیں کی؟'''' میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے کال اٹینڈ نہیں کرتا۔'' وہ سنجیدگی سے بولے۔

تو وہ تو ڈرائیونگ نہیں کر رہی تھی تو کال اٹینڈ کر سکتی تھی۔ مگر اس نے کچھ کہا نہیں اور سوچا اب کال آئے گی تو اٹینڈ کر لے گی مگر دوبارہ کال نہیں آئی شاید یہ ان کے درمیان کوئی کوڈ طے ہو کہ وہ کاٹ دیں تو دوبارہ کال نہ کریں۔اب اس کا موڈ بھی سنجیدگی کی جانب مائل ہو چکا تھا۔

''چلیں۔۔۔!'' ایک مناسب جگہ کار پارک کر کے انہوں نے اسے مخاطب کیا تو وہ سنبھلی۔

''جی چلیں۔'' وہ اتر کر ان کی تقلید میں آگے بڑھنے لگی اور سمندر پہ پہنچ کر کوئی بدذوق ہی موڈ آف رکھ سکتا ہے سو دونوں کے موڈ آٹو میٹک ہی خوشگوار ہو گئے۔

''آپ کو سمندر پسند ہے۔'' معید حسن اجالا کی طرف متوجہ ہوئے۔

''کوئی بدذوق ہی سمندر کو ناپسند کر سکتا ہے کیوں آپ کو نہیں پسند۔'' وہ الٹا ان سے پوچھنے لگی۔

''مجھے تو پسند ہے مگر زارا کو پسند نہیں۔'' بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا تھا اور وہ کہہ کر پچھتائے، کم از کم یہ

موقع زارا کے ذکر کے لیے مناسب نہیں تھا۔

''او۔۔۔ پھر تو سوری مجھے اس طرح بدذوق نہیں کہنا چاہیے تھا۔'' وہ اپنے کمنٹس پر شرمندہ ہوئی۔

''اِٹس اوکے ،اپنی اپنی پسند کی بات ہوتی ہے ،میری اور زارا کی اس بات پہ بحث ہوتی ہے میں سمندر پہ آنے کو ترجیح دیتا ہوں اور وہ کہیں اور۔۔۔۔'' وہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہی ذکر کر بیٹھے۔

''اچھا پھر جیت کس کی ہوتی ہے۔'' وہ مسکرائی اس نے اپنا انداز نارمل ہی رکھا تھا اتنی مشکل سے تو وہ کھلے تھے۔

''کبھی وہ جھک جاتی ہے کبھی میں۔۔۔۔۔''وہ بھی مسکرائے اس کے دل میں چبھن سی ہوئی انہوں نے جھک جاتی ہے کیوں کہا۔'' جھک جاتی تھی کیوں نہ کہا۔

''آئس کریم کھائیں گی۔'' ابھی انہوں نے پوچھا ہی تھا کہ موبائل بج اٹھا اس وقت تو ان کے پاس ڈرائیونگ کا ریزن ہی نہیں تھا لہذا کال اٹینڈ کرنا پڑی۔

''ہیلو۔۔۔۔''

''ہاں ہم لوگ سی سائیڈ پہ ہیں۔'' انہوں نے زارا کا نام لینے سے گریز کیا۔

''اچھا۔۔ہاں نہیں۔'' دوسری طرف سے پتا نہیں کیا کہا گیا اس کو بند کرتا دیکھ کر اس نے موبائل لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا ،معید نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا پھر موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو زارا ،السلام علیکم کیسی ہو؟'' اجالا نے موبائل کان میں لگا کر دھیمے سروں میں کہا۔

''ٹھیک ہوں ،وعلیکم السلام۔آپ سناؤ۔'' پل بھر کو زارا کچھ گڑبڑائی پھر سنبھل گئی۔

''ہاں ٹھیک ہوں ،ہم آپ کو مس کر رہے تھے ابھی آپ کی باتیں کر رہے تھے آپ آ جائیں نا بہت اچھا لگے گا۔''اس نے پورے خلوص سے کہا

''نہیں ،نہیں میں تو معذرت خواہ ہوں میں نے غلط موقع پہ فون کر کے آپ کو ڈسٹرب کر دیا ،آپ لوگ انجوائے کریں۔'' زارا نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

''نہیں ڈسٹربنس کیسی ،آپ ہوتیں تو ہم زیادہ انجوائے کرتے۔اگر ممکن ہو تو آ جائیں۔'' اجالا نے محبت بھرا اصرار کیا۔

''آپ کی اس اپنائیت کا شکریہ ،ابھی آپ لوگ انجوائے کریں۔پھر کبھی سہی۔''زارا نے ٹال دیا۔پھر ایک دو باتیں کر کے فون بند کر دیا۔معید نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

''نہیں انہوں نے آنے سے معزرت کر لی۔'' اجالا نے معید کی نظروں کو مفہوم پہنایا۔

''میں نے آنے کا نہیں پوچھا تھا۔'' وہ کچھ خفیف سے ہو گئے ،اجالا کو ہنسی آ گئی دل چاہا کوئی لطیف سے بات کر کے انہیں چھیڑے مگر خاموش ہو گئی مبادا وہ ناراض ہو جائیں۔

''میں آئس کریم لے کر آتا ہوں۔'' معید حسن کہہ کر آگے بڑھ گئے وہ وہیں ٹہلنے لگی۔

اسے زارا اچھی لگی تھی ،بائے نیچر بھی ،خوب صورت تو وہ تھی ،مگر بات کرنے کا انداز لہجہ اور دل کی خوبصورتی کہ اسے معلوم تھا اجالا زبردستی ان کی زندگی میں شامل ہو کر ان کی بیچ جدائی کا سبب بنی تھی ،مگر اس کے باوجود اجالا سے بہت اچھے طریقے سے ملتی تھی اجالا کے نزدیک یہ اس کا بڑا پن تھا۔

اسے اپنا بڑا پن نظر نہیں آ رہا تھا کہ اتنے آرام سے شوہر کے ساتھ اسے برداشت کر رہی تھی اور سارا کریڈٹ

اسے دے رہی تھی۔اجالا کے خیال میں اگر وہ واقعی درمیان میں نہیں آتی تو زارا ایک بہترین چوائس تھی۔

اس نے تصویر کی آنکھ سے معید حسن اور زارا کو ایک ساتھ کھڑے دیکھا واقعی وہ ایک بیسٹ کپل تھا، پھر میں، میں کہاں سے درمیان میں آگئی شاید اس لیے معید حسن کبھی کھل کے خوش نہیں ہو پائے، ہمارا جوڑا بلاشبہ بہترین ہو مگر جس میں سب سے بنیادی اور اہم چیز موجود نہیں، جو ان کے اور زارا کے درمیان ہے محبت، اس کی آنکھیں ہلکی سی نم ہو گئیں تو پھر کیا میں درمیان سے ہٹ جاؤں مگر اب تو میں ان سے محبت کرنے لگی ہوں اور وہ۔۔۔وہ بہت اضطراری انداز میں پلٹی تھی کہ کسی پتھر یا کسی چیز سے پاؤں ٹکرا گیا۔وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی لگی تھی کہ دو ہاتھوں نے اسے تھام لیا۔

اس نے چونک کر معید حسن کو دیکھا آئسکریم گر چکی تھی، مگر وہ بچ گئی تھی۔معید کی نظروں کی تپش سے اس کے چہرے پہ سرخی چھا گئی وہ اپنے آپ میں سمٹ گئی ابھی تک وہ معید کے حصار میں تھی۔

معید حسن مبہوت کھڑے تھے اس کی لرزتی پلکیں اور ڈوبتے سورج کی روشنی میں اس کے سنہرے چہرے سے سنہری کرنیں پھوٹتی محسوس ہو رہی تھیں اس کے لمبے شہر آگیں بال بار بار چہرے پہ آ رہے تھے، انہیں یقین تھا کہ انہوں نے آج سے پہلے اتنا دلفریب منظر کبھی نہیں دیکھا اچانک چند منچلے ہو۔۔۔ہا۔۔۔کرتے ہوئے سیٹیاں بجا کر گزرے تو وہ دونوں ہوش میں آئے اجالا حیران تھی ایسے بے خود تو معید حسن کبھی نہیں ہوئے تھے۔

''آئسکریم تو ضائع ہو گئی۔'' وہ خود سنبھلے اور اس کو بھی اس ٹرانس سے نکالنے کے لیے سرسری انداز اختیار کیا۔

''چلیں میں دوسری لے آتا ہوں۔'' وہ پلٹنے لگے۔

''نہیں اب رہنے دیں۔'' اس نے منع کر دیا۔

''پھر کسی اور چیز کا موڈ۔۔۔؟'' وہ سوالیہ انداز میں بولے۔

''دیکھ لیں آپ جو مناسب سمجھیں۔'' وہ ساڑھی سنبھالنے میں ہی ہلکان ہو رہی تھی اوپر سے یہ بال بھی پریشان کر رہے تھے، بال کھلے رکھنے کی فرمائش بھی ان کی تھی اور یہ بھی وہ رد نہ کر پائی اور اب پریشان ہو رہی تھی۔بار بار چہرے سے بال ہٹانے لگتی۔

''آئی ایم سوری۔۔۔''معید حسن نے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

''وہ کیوں۔۔۔۔؟''

''انتہائی نامناسب جگہ کے لیے، انتہائی نامناسب فرمائش۔'' ان کا اشارہ اس کے بالوں اور ساڑھی کی طرف تھا۔

''نہیں تو بس۔۔۔یہاں ہوا بہت چلتی ہے تو اس لیے۔۔۔آپ ایسا کریں میرا آنچل پکڑ لیں ایک منٹ کے لیے، میں جب تک بال سمیٹ کر کیچر لگا لیتی ہوں۔'' وہ بالوں سے واقعی بے زار ہو رہی تھی۔''جو آپ کا حکم، اس آنچل سے تو آپ نے واقعی باندھ لیا ہے۔'' وہ قدرے شوخی سے بولے تو وہ بری طرح جھینپ گئی اور سارے بالوں کو فولڈ کر کے کیچر میں جکڑ لیا، وہ بری طرح نروس ہو رہی تھی، معید حسن کے اس روپ کا تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا اور پھر واقعی وہ شام اس کی زندگی کی دلفریب شام ثابت ہوئی، معید حسن کی ہلکی پھلکی شوخی اور خوشگوار موڈ نے اس کا اپنا آپ ہلکا پھلکا کر دیا وہ یہ بھول گئی کہ وہ اب سے کچھ

دیر پہلے تک معید حسن اور زارا کی زندگی سے نکلنے کا سوچ رہی تھی۔

--*-*

صبا کے لیے ایک بہترین رشتہ آیا تھا سب کو ہی مناسب لگا اجالا کو بھی کوئی اعتراض محسوس نہ ہوا۔ لٰہذا او کے کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی ایک مسئلہ ہو گیا۔

''بھابھی مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔'' صبح معید حسن کے جانے کے بعد صبا اس کے کمرے میں آئی۔

''ہاں کہو، کیا بات ہے؟'' وہ صفائی کر رہی تھی۔

''وہ۔۔۔وہ۔'' صبا اضطراری انداز میں انگلیاں مسلنے لگی اجالا نے بغور اس کا اندازہ دیکھا پھر سب کام چھوڑ کر اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بٹھا لیا۔

''ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے، کچھ پریشان لگ رہی ہو؟'' اجالا نے نرمی و اپنائیت سے کہا۔

''وہ بھابھی میری دوست ہے نا ثوبیہ۔۔۔اس کے کزن آئے کا کہہ رہے تھے۔'' اس کی نرمی پہ اسے حوصلہ ہوا اور وہ اپنا مدعا بیان کر بیٹھی، اجالا لمحوں میں بات کی تہہ تک پہنچی تھی۔

''تمہارا پرپوزل لے کر؟'' وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

''جی۔۔۔!'' صبا کی آواز بالکل مدھم ہو گئی۔

''تمہارا انٹرسٹ ہے اس طرف۔'' اس نے سوچ کر لفظوں کا چناؤ کیا اور صبا کو اتنی شرم آئی کہ وہ سر جھکا کر رہ گئی۔

''ہوں تو یہ بات ہے۔'' اس نے گہری سانس لی۔

''اور تم یہ سب اب بتا رہی ہو، امی اور تمہارے بھائی تو سہیل کے پرپوزل کو تقریباً او کے کرنے والے ہیں۔'' اجالا بھی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

''میں تو خود پریشان ہو رہی ہوں، میری سمجھ میں نہیں آرہا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔'' وہ تقریباً روہانسی ہو گئی۔

''اچھا چلو تم پریشان مت ہو، میں کچھ کرتی ہوں۔'' اجالا نے اسے تسلی دی۔

''اور یہ ثوبیہ کے کزن کا نام کیا ہے اور وہ کرتا کیا ہے۔'' اجالا نے اس کی پوزیشن جاننی چاہی۔

''سمیر نام ہے اور فی الحال تو کچھ نہیں کرتے ابھی پڑھائی کمپلیٹ ہونے والی ہے ان کے اپنے والد کا بزنس ہے اور وہ اکلوتے ہیں بعد میں یہ بزنس اپنے والد کا ساتھ دیں گے۔'' اس نے وضاحت سے بتایا۔

''ہوں۔۔۔ابھی تو سمیر صاحب پڑھائی سے فارغ نہیں ہوئے جبکہ سہیل مکمل اسٹیبلش ہے اور اس کا اپنا بزنس بہت ترقی کر رہا ہے میرا خیال ہے اس کی پوزیشن زیادہ اسٹرونگ ہے۔'' اجالا نے سب اس پہ واضح کیا۔

''پلیز بھابھی کچھ کریں۔'' اس کی فق ہوتی رنگت دیکھ کر اجالا کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کس حد تک سمیر میں انوالو ہے۔

''ایک اور محبت کی روگی۔۔۔!'' اس نے دکھ سے سوچا۔ ''آخر کتنے لوگوں کا خون چوسے گی یہ محبت۔''

''تم پریشان مت ہو میں کچھ کرتی ہوں۔'' وہ بس تسلی ہی دے سکتی تھی۔

''سنو سمیر کی شخصیت کیسی ہے؟ میرا مطلب پرسنالٹی وائز متاثر کن ہے یا۔۔۔'' اس نے جان کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''معید بھائی سے ملتا جلتا سمجھ لیں۔'' وہ کچھ جھجک کر بولی۔

''او۔۔۔ بھئی تمہارے بھائی جیسا تو کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ یہ میرا دعویٰ ہی نہیں یقین ہے۔''معید حسن کی شخصیت کا سوچ کر اس کا سر بے اختیار نفی میں ہل گیا۔

''بے شک، بھائی جیسا کوئی نہیں ہو سکتا، مگر ان کا ہاف تو ہو سکتا ہے۔''صبا نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

''اچھا سنو، تم کسی طرح سمیر کو معید سے ملادو اگر معید کو وہ بائے نیچر پسند آ گئے تو معید کا ووٹ سمیر کے حق میں ہو گا پھر وہ باقی باتوں کو پس پشت ڈال دیں گے۔'' اجالا نے اپنا آئیڈیا بتایا۔

''مگر میں کیسے ملا سکتی ہوں۔'' صبا گڑبڑائی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

''ثوبیہ تو اس بارے میں جانتی ہے نا۔'' اجالا کچھ سوچ کر پوچھنے لگی۔

''جی۔۔۔''

''تو پھر ایسا کرو ثوبیہ سے کہو آج سمیر کو لے کر گھر آ جائے کسی بک یا نوٹس لینے کے بہانے، اس وقت جب معید حسن گھر میں ہوں۔ پھر میں سمیر کو بلا کر ان سے ملوں گی اب اس نے تمہارے بھائی کو متاثر کر لیا تو ٹھیک ورنہ۔۔۔'' وہ یہاں تک کہہ کر چپ ہو گئی۔

''ورنہ کیا۔۔۔؟'' صبا کا دل ڈوبا۔

''افوہ، ابھی اتنا تو کرو، باقی بعد میں دیکھی جائے گی۔'' وہ کچھ جھلا کر بولی۔

''معید بھائی سات بجے تک آتے ہیں میں ساڑھے سات کا ٹائم دے دوں۔'' وہ پوچھنے لگی۔

''نہیں سات بجے کا ہی کہہ دو۔ میں آج معید کو شام کی چائے لان میں ہی پینے کا کہہ دوں گی اور سمیر کو بھی

وہیں کے وہیں بلا لیں گے اور بس، تم سمیر کو پہلے ہی ریڈی رکھنا۔'' اجالا نے پوری پلاننگ کرتے ہوئے کہا اور صبا بھی اثبات میں سر ہلا کر اٹھ گئی۔

اور معید تو وقت کے پابند تھے ٹھیک سات بجے ہی آ گئے۔

''آج چائے لان میں پیتے ہیں۔'' اس نے ان کا بیگ اور کوٹ لیتے ہوئے کہا۔

''وائے ناٹ۔۔۔ میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں۔''

وہ بھی مسکرائے اسے پتا تھا وہ زیادہ بحث نہیں کریں گے وہ لان میں چائے لائی تو امی پاپا اور ایاز بھی وہیں آ گئے اسی وقت معید کو خیال آیا۔

''صبا کہاں ہے؟''

''اسے اپنے نوٹس کمپلیٹ کرنے کی جلدی تھی۔ وہ کہہ رہی ہے ٹھہر کر آتی ہے۔'' اس نے ہی صبا کو منع کیا تھا کہ ابھی وہ اندر رہے تا کہ ثوبیہ اندر ہی اس سے مل لے اور سمیر سے بات کرنے کا ذرا زیادہ ٹائم مل جائے۔

اسی وقت گاڑی کا ہارن بجا چوکیدار نے گیٹ کھولا سب کی نظریں اس طرف مبذول ہو گئیں پلاننگ کے مطابق صرف ثوبیہ ہی اندر آئی تھی اب لان میں تقریباً سب ہی لوگ تھے اسے ڈر تھا کہ سمیر اور ثوبیہ سب کو دیکھ کر کنفیوز نہ ہو جائیں۔

''السلام علیکم بھابھی۔'' وہ سب کو سلام کر کے اس کی طرف بڑھی، دونوں بھائیوں سے بھی اس کی سرسری جان پہچان تھی۔

''وعلیکم السلام، کیسی ہو۔۔۔ بہت دن بعد آئیں۔'' اجالا نے خود کو نارمل ہی پوز کیا۔

''جی ٹھیک ہوں، صبا سے نوٹس لینے تھے، کہاں ہے صبا۔'' وہ پوچھ جھجکی۔

''صبا اندر ہے، تم کس کے ساتھ آئی ہو۔'' اجالا نے سرسری انداز اختیار کیا۔

''میرے کزن ہیں سمیر بھائی، ان کے ساتھ آئی ہوں۔''

''ارے تو انہیں اندر تو بلا لو، یہی بیٹھ جائیں گے، معید ایاز وغیرہ سے مل لیں گے۔'' اجالا نے فارملی انداز میں کہا۔

''وہ بس مجھے ذرا جلدی تھی۔'' وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

''ارے بچی تو یہاں سے وہاں تک کا فاصلہ کتنا ہے تمہارے صبا سے بات کرنے تک وہ گاڑی میں بیٹھا رہے کتنا برا لگے گا۔'' اس بار امی جان نے کہا تو اس کا اعتماد تھوڑا بحال ہوا۔

''میں بلاتی ہوں۔'' معید اور ایاز اپنی باتوں میں مگن تھے، انہوں نے ان کی گفتگو میں مداخلت نہیں کی۔

آخر صبا کی ہمراہی میں سمیر ہمدانی اندر تشریف لائے۔

''میں صبا کے پاس ہوں۔'' وہ انہیں بٹھا کر اندر بڑھ گئی۔

''میں چائے لاتی ہوں۔'' اجالا نے بھی سلام دعا کے بعد منظر سے ہٹنے میں عافیت جانی معید اور ایاز سمیر سے مصافحہ کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ چائے لے کر آئی تو پاپا اور ایاز غائب تھے اور معید، سمیر سے باتوں میں مصروف تھے۔

''شی از مائی وائف۔'' معید نے اجالا کے چائے رکھنے کے بعد اس کا تعارف کروایا۔

''سمیر نے سر کے اشارے سے سلام کیا، غائبانہ تعارف تو ہو چکا تھا اس کا اور اسے معلوم تھا آج کی ملاقات میں

مین کردار انکا ہے۔

''اس سب کی کیا ضرورت تھی بھابھی، بلا وجہ اتنا تکلف کیا۔ بس ثوبیہ کو بھیج دیں۔'' سمیر نے چائے کا کپ اٹھا کر تکلف سے کہا۔

''جب دو دوستیں ملتی ہیں تو دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔ آپ یہ لیں پلیز۔'' اس نے کٹلس اس کی طرف بڑھائے اور چائے کا کپ معید کو دیا۔ اجالا نے بھی سمیر کو اوکے کر دیا تھا۔ وہ صبا کے لحاظ سے ایک دم پرفیکٹ لگا تھا اسے تھوڑی دیر بعد اس نے ثوبیہ کو بلانے کا کہہ دیا۔

ثوبیہ کے ساتھ صبا بھی آ گئی وہ کافی نروس تھی شاید ثوبیہ اسے زبردستی لائی تھی۔ ان سب کے جانے کے بعد معید اپنے کمرے میں آئے تو صبا کو صرف ان کی رائے جاننے کی فکر تھی۔

''کافی نائس پرسن تھے ثوبیہ کے کزن۔'' معید کے کمنٹس پہ بے اختیار اس نے اطمینان کا سانس لیا حالانکہ انہوں نے اپنی بہن کے لحاظ سے انہیں نہیں پرکھا تھا مگر یہی بہت تھا فی الحال۔

''اچھے تو مجھے بھی لگے ہیں۔'' اس نے غیر جانبداری سے تبصرہ کیا۔

--*-*

''امی میرے پاس ثوبیہ کا فون آیا تھا۔'' دوسرے دن جب معید حسن آفس سے آ کر فارغ ہو کر امی کے پاس بیٹھے تو جان بوجھ کر وہ موضوع نکال لیا۔

''اچھا کیا کہہ رہی تھی۔'' وہ اس کے یوں خاص طور پر ذکر کرنے پر متوجہ ہوئیں۔

''وہ۔۔۔'' اجالا چند ثانیے ٹھہر کر الفاظ ترتیب دینے لگی۔

''اسے اپنی صبا بہت پسند ہے وہ کہہ رہی تھی میرا کوئی بھائی تو ہے نہیں البتہ میرے کزن سمیر، بھائی جیسے ہیں اوران کی فیملی آج کل لڑکی ڈھونڈ رہی ہے تو ثوبیہ نے صبا کے لیے کہا ہے، سمیر کی فیملی نے بھی کسی سالگرہ وغیرہ میں صبا کو دیکھا ہوا ہے انہیں بھی صبا بہت پسند آئی تو اب وہ باقاعدہ پرپوزل لے کر آنا چاہ رہے تھے۔''

اجالا نے باقاعدہ پوری کہانی ترتیب دے ڈالی۔

''اچھا۔۔۔!'' امی سوچ میں پڑ گئیں۔

''یہ سمیر۔۔۔جو کل ثوبیہ کے ساتھ آئے تھے۔'' معید حسن نے کچھ سوچ کر کہا۔

''جی۔۔۔۔''اجالا نے کہا۔

''ہاں لڑکا تو اچھا لگا مجھے، مہذب سلجھا ہوا۔'' امی نے رائے دی۔

''پھر کیا کہوں ثوبیہ سے۔'' وہ کچھ بے چین ہوئی۔

''معید سے پوچھو۔'' انہوں نے معید حسن پہ ساری بات ڈال دی۔

''ویسے تو مجھے سہیل کا رشتہ پسند آیا ہے۔'' امی نے کہا تو اجالا کا دل ڈوب گیا۔

''بلا لیتے ہیں، دیکھنے میں کیا حرج ہے، پھر جو مناسب لگا۔ اسے اوکے کر دیں گے۔'' معید حسن نے کہا تو اجالا پرجوش ہو گئی۔

''ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ امی، دیکھنے میں کیا حرج ہے۔''

''ویسے یہ سمیر کرتا کیا ہے؟ کچھ بتایا ثوبیہ نے۔'' معید حسن کو خیال آیا۔''اس نے کہا ہے ابھی سمیر کی اسٹڈیز ختم ہوئی ہے، ایم بی اے سے فارغ ہوئے ہیں اور اب اپنے والد کا بزنس سنبھالیں گے چونکہ اکلوتے بیٹے ہیں

اس لیے سارا بزنس انہیں ہی دیکھنا ہے۔'' اجالا نے وضاحت کی۔

''یعنی ابھی اسٹیبلش نہیں ہے۔'' انہوں نے خود کلامی کی۔

''چلیں خیر میں بلا لیتی ہوں، باقی کے سوال جواب ان سے ہو جائیں گے۔'' اجالا نے جلدی سے بات سمیٹ لی مبادا وہ بلانے کا ارادہ ہی کینسل کر دیں۔

پھر اس نے صبا کو ساری بات بتا کر سمیر کو پرپوزل لانے کے لیے کہہ دیا۔

''تھینک یو بھابھی! آپ نے مجھ پہ ہلکی سی آنچ بھی نہیں آنے دی۔'' صبا بے اختیار مشکور ہوئی۔

''یہ سب تو چلتا ہے گڑیا۔'' وہ ہولے سے اس کا گال چھو کر چائے بنانے لگی۔

اگلے دن سمیر کی فیملی آ کر پرپوزل دے کر چلی گئی وہ لوگ بھی سب کو پسند آئے پڑھی لکھی مہذب فیملی تھی، مگر فیملی بڑی تھی، سمیر کی پانچ بہنیں تھیں جس میں تین کی شادیاں ہو چکی تھیں دو باقی تھیں، اور ابھی سمیر نے بزنس میں اپنے قدم نہیں جمائے تھے اور ان کی فیملی کلاس لیول میں بھی سہیل کی فیملی سے کم تھی، اس لیے فیصلے کی راہ میں رکاوٹ تھی۔ ادھر سہیل کے گھر والے بھی جلدی کر رہے تھے وہ اپر ہائی کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔

تین بھائی اور ایک بہن تھی بہن شادی ہو کر کینیڈا جا بسی تھی جبکہ ایک بھائی کی فیملی کویت میں، ایک پاکستان میں تھے، بس سہیل تھا جس کا شارجہ میں بزنس تھا گویا سب کی لائف سیٹ تھی اس لیے یہاں گھر پہ سب کا رجحان سہیل کی طرف تھا۔ اجالا اپنی سی کوشش کر چکی تھی مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

اجالا کچن میں چائے بنانے آئی تھی، صبا پہلے ہی اپنے لیے چائے بنا رہی تھی، اس نے ایک نظر صبا کا اترا چہرہ

دیکھا،اس کے پاس تو اب وہ الفاظ بھی نہیں تھے کہ وہ صبا کو تسلی دیتی، صبا چائے لے کر چلی گئی۔ کتنی دیر اجالا گم سم بند چولہے کو دیکھتی کھڑی رہ گئی۔

''یااللہ۔۔۔۔ یہ محبت انسان کو اتنا پریشان کیوں کرتی ہے کیا جدائی آئے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے۔''

اجالا کو اتنا دکھ ہو رہا تھا کہ لگ رہا تھا وہ ابھی رونا شروع کر دے گی اسے صبا کو دیکھ کر زیادہ دکھ ہو رہا تھا اب تو آخری بات رہ گئی تھی کہ وہ صبا کا انٹرسٹ اس میں ظاہر کر دیتی، مگر وہ نہیں چاہتی تھی صبا اپنے گھر والوں کی نظر میں ہلکی پڑے۔

''مائی گاڈ۔۔۔۔! آپ ابھی تک بند چولہے کے اسرار میں ہی گم ہیں۔'' وہ اس قدر گم تھی اپنی سوچوں میں کہ معید حسن کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑی اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔

''اس طرح ڈراتے ہیں۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''سوری! مگر آپ بھی تو حد کر دیتی ہیں۔'' انہوں نے تاسف سے اسے دیکھا۔

''سوری۔۔۔۔!'' وہ بھی شرمندہ ہوئی۔

''میرا تو خیال تھا آپ امی کے پاس ہوں گی میں خود چائے بنانے آیا تھا اور اچھا ہوا آگیا ورنہ آپ نے تو رات یہی گزار دینی تھی۔'' آخر میں ان کا انداز کچھ شوخ ہو گیا۔

''کہہ تو دیا سوری۔'' وہ پھر حجل سی ہوئی تو وہ ہنس کر پلٹ گئے۔

وہ چائے لے کر آئی تو اس کا دل چاہا ایک بار پھر انہیں راضی کر لے سمیر کے پرپوزل کے لیے مگر وہ کتاب میں گم ہو چکے تھے اور اسے خود یہ اندازہ تھا کتاب پڑھتے ہوئے ہلکی سی مداخلت بھی ناگوار گزرتی ہے، سو اس نے

کل پہ ٹال دیا۔

دوسرے دن ویک اینڈ تھا اور ناشتے کے بعد ہی اس کی ساس نے آرڈر کر دیا کہ جلد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے کل بھی سہیل کے گھر سے فون آ چکا ہے وہ کوئی جواب چاہ رہے ہیں۔

''آخر انہیں اتنی جلدی کس بات کی ہے۔'' اجالا جھلا گئی معید نے حیرت سے اسے دیکھا اس نے کبھی اجالا کو جھلاہٹ یا غصے کا مظاہرہ کرتے نہیں دیکھا تھا وہ خاصے دھیمے مزاج کی سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ لوگ صرف سہیل کے پرپوزل کو کیوں اہمیت دے رہے ہیں۔ سمیر کو کیوں نہیں سمجھ رہے حالانکہ وہ بھی معمولی بندہ نہیں بس اس کا اپر کلاس سے تعلق نہیں ہے یا اسٹیبلش نہ ہونا اس کا جرم ہو گیا۔'' اس نے انداز میں کچھ ناراضی تھی۔

''تمہیں سمیر کا پرپوزل مناسب لگ رہا ہے۔'' کچھ دیر بعد امی جان نے پوچھا۔

''جی میرا مکمل ووٹ، سمیر کی طرف ہے اور پھر یہ بھی تو سوچیں امی یہاں پہ صبا ہماری نظروں کے سامنے تو رہے گی جبکہ شارجہ جائے گی تو جانے کتنے سالوں بعد ملاقات ہو اور پھر کچھ پرابلم کا شکار ہو تو ہمیں پتا بھی نہیں چل سکے گا۔'' اس بار وہ کچھ نرمی سے انہیں قائل کرنے والے انداز میں بولی۔

''امی جب بھابھی اتنا زور دے رہی ہیں تو پھر سوچ لیں اس بارے میں بھی۔'' ابھی تک خاموش رہنے والے ایاز نے اپنی رائے دی۔

''تو تمہارا ووٹ بھی سمیر کے حق میں ہے۔'' امی جان نے چونک کر پوچھا۔

''بھئی سہیل کی صرف تصویر دیکھی ہے، مزاج شخصیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے جبکہ سمیر سے میں بہ نفس

نفیس ملا ہوں اور مجھے ان کی شخصیت اور سوبرنیس نے متاثر کیا ہے۔" ایاز نے وضاحت کی تو اجالا نے بے اختیار سکون کا سانس لیا کسی نے تو اس کا ساتھ دیا۔

"ٹھیک ہے پھر تم معید سے پوچھ لو، جو تم تینوں کا فیصلہ ہو، تمہارے پاپا کو تو دونوں پرپوزل پسند آئے تھے مگر وہ بھی صبا کو دور بھیجنے کے حق میں نہیں تھے۔ آگے جو سب کا فیصلہ۔" امی نے سب سن کر فیصلے کا اختیار ان کو ہی دے دیا۔

اب سب کا رخ معید حسن کی طرف تھا بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے بھی، اور ان کے فیصلے ہوتے بھی سمجھدارانہ تھے۔

"ٹھیک ہے پھر آپ سمیر کی فیملی کو ہاں کہہ دیں، میری رائے بھی اس حق میں ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولے جو بات دو دن سے ان کے ذہن میں کھٹک رہی تھی اب وہ واضح ہو چکی تھی۔

اجالا نے حیرانی سے انہیں دیکھا اس قدر اچانک ہاں اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی پھر بھی وہ خوش ہو گئی تھی۔ ایاز اپنی رائے دے چکا تھا، اجالا بھی خوشی سے جھوم کر صبا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی معید حسن نے ایک نظر لاؤنج سے باہر جاتی اجالا کو دیکھا اور ایک آسودہ مسکراہٹ ان کے چہرے پہ چھا گئی اور جب اجالا نے صبا کو خوشخبری سنائی تو وہ بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔

"تھینک یو بھابھی۔۔۔ تھینک یو آپ بہت اچھی ہیں۔" ایک شرمیلی مسکان صبا کے چہرے پہ چھا گئی۔

اجالا سب کام نبٹا کر جلدی سے کمرے میں آ گئی تھی اسے سارا تجسس اس بات کا تھا کہ آخر معید حسن نے اچانک ہاں کیوں کہہ دی۔ وہ کمرے میں آئی تو معید موبائل پہ کسی سے باتوں میں مصروف تھے اور خاصے

پرجوش انداز میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اس کا سارا دھیان زارا کی طرف گیا اور وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

"میرے بہت بہترین اور دیرینہ دوست کا فون تھا وہ آج کل پاکستان آیا ہوا ہے۔۔۔ ایک دو دن میں چکر لگائے گا۔ اسے بہت اچھا پرٹوکول ملنا چاہیے۔" موبائل آف کر کے معید اجالا کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اچھا" اس نے بددلی سے کہا۔

"آپ تو سمیر کے پرپوزل پہ راضی نہیں تھے، اچانک ہاں کیسے کر دی۔" چائے کا کپ انہیں تھماتے ہوئے اس نے ڈائریکٹ ہی پوچھ لیا۔

"بھئی آپ ایسے دلائل ڈھونڈ کر لا رہی تھیں کہ مجھے ہاں کرنا پڑی۔" وہ شگفتگی سے بولے۔

"مگر اس طرح اچانک۔۔۔" وہ اب بھی بے یقین تھی۔

"ٹھیک ہے اگر آپ کو میرا فیصلہ پسند نہیں آیا تو میں اپنا فیصلہ واپس لے لیتا ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں بھلا مجھے کیا پریشانی، اچھا ٹھیک ہے۔" وہ ہڑبڑا گئی۔ ان کو ہنسی آ گئی۔

انہیں خوشی تھی کہ اس نے ان کی بہن کی دل کی بات بغیر اوپن کیے کس خوش اسلوبی سے پوری کی تھی، وہ ان کے پاس مسہری پہ آ بیٹھی تھی انہوں نے کپ رکھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کیا وہ اس اقدام کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے بوکھلا گئی اور تیزی سے ان سے دور ہوئی وہ چونک گئے۔

"اس گریز کو کیا نام دوں۔" انہوں نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"ابتدا آپ کی طرف سے ہوئی تھی۔" وہ بھی جتانے والے انداز میں بولی۔

"ہاں تو اب یہ فاصلے بھی میں ہی دور کر رہا ہوں۔" انہوں نے دوبارہ اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

''اب مجھے کچھ وقت چاہیے۔'' وہ ان کا ہاتھ نظر انداز کرتے ہوئے دھیرے سے بولی تو وہ یوں مسکرائے گویا پہلے ہی اس کا جواب جانتے ہوں۔

''مجھے اندازہ تھا اس بات کا۔'' انہوں نے کہا۔

''کیا مطلب؟'' وہ بری طرح چونکی۔

''مطلب۔۔۔جب میں نے شادی کی پہلی رات کو آپ کو یہ سب کہا تو آپ کا ری ایکشن جان کر حیران رہ گیا آپ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناً بہت ہنگامہ کرتی، اپنی یا میری فیملی سے ذکر کرتی، مجھ پہ چیختی چلاتی اور نہیں تو رو دھو کر، اپنی توہین محسوس کر کے احتجاج کرتی، اپنے گھر جا کر بیٹھ جاتی، میں ایسی ہی کسی بات کے لیے ذہنی طور پر خود کو تیار کر رہا تھا مگر آپ کے اس قدر پوزیٹو ردعمل نے مجھے چونکا دیا۔ میرے اس فیصلے سے آپ کے اندر ڈھیروں سکون اتر آیا تھا گویا آپ خود بھی یہی چاہتی تھیں ایم آئی رائٹ۔۔۔۔'' انہوں نے باریک بینی سے اس کی ذات کا تجزیہ پیش کیا۔

''اس قدر چہرہ شناسی۔۔۔۔زیرک نگاہی۔'' وہ ساکت بیٹھی رہ گئی

''پلیز آپ ڈسٹرب نہ ہوں میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا، نہ ہی میں آپ سے وضاحت مانگ رہا ہوں یہ تو بس یونہی بات نکل گئی تو۔۔۔'' وہ شرمندہ ہو گئے اس کی حالت دیکھ کر اور ساری بات تو یہی تھی ورنہ جانے کب سے یہ باتیں دل میں رکھ کر بیٹھے تھے ان کے ذہن میں کیسے کیسے خیالات آئے ہوں گے اور وہ اس وقت وضاحت دینے کی پوزیشن میں تھی بھی نہیں کچھ اور نہ سوجھا تو وہ ان کی نظروں سے بچنے کے لیے کپ اٹھا کر کمرے سے باہر آ گئی۔

کھانا بناتے وقت بھی اس کا دھیان سارا اس طرف تھا، جس قدر باریک بینی سے اس کی ذات کا تجزیہ کی تھا تو ہر دلیل، ہر بہانہ اس وقت بودا ثابت ہوتا، لہٰذا اس نے تمام معاملے کو ویسے ہی چھوڑ دیا جب دوبارہ بات نکلے گی تو دیکھا جائے گا۔

--*

دوسرے دن انہوں نے سمیر کے گھر والوں کو مثبت جواب دے دیا اور وہ لوگ تو گویا انتظار میں تھے آناً فاناً رشتہ طے کر کے صبا کو اپنے نام کرالیا۔

اور آج جب صبا کے سسرال والے بات طے کر کے گئے اور وہ تھکی ہاری دن بھر تمام کام اکیلے خوش اسلوبی سے نبٹا کر بیٹھی تو بے اختیار بول اٹھی۔

''آج میں بے تحاشہ خوش ہوں۔'' خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

''مجھے اندازہ ہو رہا ہے۔''معید حسن مسکرائے یہ بات نہ بھی بولتی تب بھی پتہ چل رہا تھا۔

''شکر ہے کسی کی تو نیا پار لگی۔'' بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''کیوں؟ کسی کی تو سے آپ کی کیا مراد ہے اور کس کی نہیں لگی۔'' انہوں نے محبت سے کہا۔

''جیسے آپ کی اور زارا کی۔'' وہ برجستہ بولی۔ ''اپنی بات نہیں کریں گی؟'' انہوں نے بہت بڑی بات بہت عام سے انداز میں کہی۔

''کیا مطلب۔۔۔'' وہ بے ساختہ چونکی۔

''کچھ نہیں۔۔۔ویسے مجھے یقین ہے آپ کی کاوشوں سے ارسلان اور شہلا کے بعد صبا اور سمیر نے بھی اپنی

منزل پالی۔" انہوں نے اپنی پہلی بات گول کر کے اس کی کوششوں کو سراہا۔ وہ ہکابکا رہ گئی۔

"تو کیا صبا، سمیر کے بارے میں جانتے ہیں، توبہ کیا پے در پے جھٹکے دیتے ہیں اتنا بھی انسان چہرہ شناسی میں ماہر نہ ہو کہ دوسروں کی سوچوں تک رسائی پالے یا پھر میرا چہرہ ہی کھلی کتاب بن چکا ہے حد ہوگئی۔" اس نے خود کو سنبھالا اور خود کو کمزور کرنے والے سارے موضوع لپیٹ دیئے اور اب معید پہ گرفت کرنی تھی، کب سے وہ ہاتھ نہیں آرہے تھے۔

"معید آپ مجھے بتادیں زارا کی اور آپ کی کیا کہانی تھی اور اس میں جدائی کیسے آئی۔" وہ پوری جان سے ان کی سمت متوجہ تھی۔

"خدا نہیں چاہتا تھا ہمیں ملانا سو سمپل ہم نہیں مل سکے۔" انہوں نے ایک جملے میں بات ختم کر دی۔

"نہیں پلیز اس طرح مجھے ٹالیں نہیں، آپ جانتے ہیں میں گلٹ محسوس کرتی ہوں کہ میں آپ دونوں کے درمیان آگئی اور میرا وجود ہی آپ دونوں کے درمیان میں دیوار بنا کھڑا ہے، میں، میں چاہتی ہوں آپ زارا سے شادی کر لیں۔" اس نے بے انتہا جذباتی ہو کر ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔۔

معید حسن حیرانی پریشانی سے اسے دیکھنے لگے۔

"اجالا کیا ہو گیا ہے آپ کو، کیسی باتیں کر رہی ہیں؟" وہ بری طرح سٹپٹا گئے ایسی کوئی بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آپ کو کسی محاذ پہ نہیں لڑنا پڑے گا آپ کی فیملی اور اپنی فیملی دونوں کو میں سنبھال لوں گی۔" وہ تو گویا سب کچھ سوچے بیٹھی تھی۔

"حد ہوگئی۔" انہوں نے یوں سر جھٹکا جیسے ان کی نظر میں اس کی بچکانہ ضد کی کوئی اہمیت نہ ہو۔

"پلیز معید میں سیریس ہوں۔" وہ واقعی بہت سنجیدہ تھی۔

"تو یہ آپ کا قصور ہے نا، آپ کی احمقانہ ضد میں، میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔" انہوں نے قدرے ناراضگی سے کہا۔

"اور اگر آپ کو تفصیل جان کر ہی قرار آسکتا ہے تو سنیں۔

ہماری شادی سے صرف ایک سال پہلے میری ملاقات زارا سے ہوئی تھی وہ بھی کسی خوشگوار انداز میں نہیں۔۔۔۔ میں کہیں جا رہا تھا تو روڈ پہ ایک حادثہ ہو گیا اور کسی اور سے اور جس کی گاڑی سے ہوا وہ تو موقع پہ ہی بھاگ گیا، میں مخالف سمت میں تھا اور مجھے یوٹرن لے کر آنا پڑتا ایک بار تو میں نے سوچا اگنور ہی کر دوں کوئی نہ کوئی دیکھ لے گا، مگر وہاں لوگوں کا ہجوم تو اکٹھا ہو گیا تھا مگر آگے بڑھ کر سہارا دینے والا کوئی نہ تھا، یوں میرا دل چھوڑ کے جانے پہ راضی نہ ہوا اور گاڑی میں نے وہیں لاک کر کے پیدل ہی سڑک کراس کی، اس وقت کسی لڑکی کی گاڑی وہاں آکر رکی، ایکسڈنٹ کسی بزرگ کا ہوا تھا، وہ لڑکی ناراضگی سے اس بزرگ تک پہنچی، تب تک میں بھی وہاں پہنچ چکا تھا اور بزرگ کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ لڑکی زارا تھی اس نے سخت سخت سب کو سنائیں، ان کی بے حسی پہ دو چار جملے کسے اور میرے ساتھ اس بزرگ کو اپنی گاڑی میں اسپتال لے آئی پھر اسپتال میں بھی میرے ساتھ مل کر زارا نے اس انجانے بزرگ کے لیے کافی تگ و دو کی مجھے اس لڑکی کی حساسیت اور رحمدلی نے بہت متاثر کیا پھر ان بزرگ کی فیملی آگئی، میں اور زارا روز ہی تقریباً ان بزرگ کی خیریت دریافت کرنے جاتے اور اتفاق ایسا ہوتا کہ جب میں آفس

ٹائمنگ سے فارغ ہو کر وہاں پہنچتا اس وقت ہی زارا آتی اور ہماری یہ اتفاقیہ ملاقات ضرور ہوتی، وہ خاصی باتونی لڑکی تھی اور اس دوستی میں بھی زیادہ ہاتھ اسی کا تھا، باتوں باتوں میں اس نے بتایا وہ ہائر اسٹڈیز کے لیے پانچ سال سے لندن میں مقیم تھی اور ابھی مہینہ بھر پہلے واپس آئی ہے، اس کے والدین پاکستان میں ہیں اور بھائی بھابھی لندن میں رہائش پزیر ہیں پھر اس نے مجھ سے نمبر لے لیا اور اکثر ہی اس کے فون آ جاتے مجھے اندازہ ہوا کہ زارا مجھ میں انٹرسٹ لے رہی ہے تو میں نے بھی اس کے بارے میں غور کرنا شروع کر دیا تو کئی باتیں مجھے اٹریکٹ کر گئیں۔

اس کا انداز، اس کا رکھ رکھاؤ اور انسان دوستی والی خوبی، سو میں نے سوچا لائف پارٹنر کا جو ہلکا سا خاکہ میرے ذہن میں تھا زارا اس میں پوری اترتی ہے، یہ سوچ کر ہماری ملاقاتوں میں اور گفتگو میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یوں بھی میری کسی سے کمٹمنٹ نہیں تھی سو میں نے اس تعلق کو پائیدار کرنے کا سوچ لیا اور ہماری شادی سے محض چار مہینے پہلے میں نے اسے پرپوز کر دیا اور اس نے پرپوزل کا مثبت جواب دے دیا۔ مگر اسے لندن جانا پڑا اس کی بھابھی کا آپریشن تھا، وہ دو مہینے کے لیے گئی تھی، اس نے کہا جب میں لوٹ کر آؤں تو میں اپنے والدین کو اس کے گھر بھیجوں میں نے رضامندی دے دی۔

پھر یہاں پاپا نے آپ کے والد سے بات کر لی اور یوں اچانک ہماری شادی ہوئی کہ میں کچھ سوچ نہ پایا، پاپا نے مجھ سے پوچھے بغیر آپ کے والد کو رضامندی دے دی تھی اور جب انہوں نے مجھے بعد میں بتایا تو مجھے ان کا مان ان کا اعتبار قائم رکھنا تھا جو انہوں نے مجھ پہ کیا تھا سو اپنی کمٹمنٹ سے زیادہ مجھے پاپا کی زبان کا پاس رکھنا پڑا اور ان کا کوئی قصور بھی نہیں تھا کہ کچھ عرصے پہلے ہی انہوں نے مجھ سے میری پسند پوچھی تھی اور چونکہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میری کوئی پسند تھی نہیں، اس وقت تک تو میں نے معاملہ والدین پہ چھوڑ دیا تھا اور اب۔۔۔ بعد میں پاپا نے مجھ سے کہا بھی کہ اگر میں رضامند نہیں تو وہ اپنے دوست سے معذرت کر لیں گے، یہ زندگی بھر کے معاملے ہوتے ہیں مگر میں انہیں انکار نہ کر پایا اور یوں ہماری شادی ہو گئی۔

بس اتنی مختصر داستان ہے زارا کے ساتھ میری محض پسندیدگی تھی جو اس کی اچھی نیچر کی وجہ سے ہوئی تھی آپ اسے محبت کا نام نہیں دے سکتیں زارا کو لوٹ آنے میں چار پانچ مہینے لگ گئے شادی کے بعد پہلی بار اس وقت ہی اس کی کال آئی تھی جب آپ نے اٹینڈ کی تھی۔ میں نے اس لیے شادی کی رات تم سے تھوڑا وقت مانگا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے کسی انجان لڑکی سے زیادتی ہو اور اسے دکھ پہنچے میں پہلے زارا سے مل کر تمام معاملات کلیئر کرنا چاہتا تھا کسی ایک لڑکی کے ساتھ ہی تمام تر دلی وابستگی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا تھا، میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کی ذات میں زارا کا عکس کھوجوں، مگر آپ سے مل کر اندازہ ہوا کہ آپ اپنی ذات میں ایک جامع اور مکمل ہستی ہیں، آپ اتنی منفرد ہیں کہ کسی اور کی ذات آپ پہ حاوی نہیں ہو سکتی، اس لیے میں نے زارا کو تمام بات بتا کر اس سے معذرت کر لی اور اس نے میری معذرت قبول کر لی۔

اوکے۔۔۔ میرے خیال میں اب آپ کے ذہن سے ساری گرہیں کھل گئی ہوں گی۔" انہوں نے پوری وضاحت کے ساتھ بنا رکے ساری حقیقت اس کے گوش گزار کی۔ اجالا بہت غور اور انہماک کے سے ان کی داستان سن رہی تھی، ان کے خاموش ہونے پہ بھی اس کے اندر کوئی فرق نہیں آیا۔

"اب کون سی گتھیاں سلجھائی جا رہی ہیں۔" انہوں نے کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اس کی سوچوں میں شگفتگی سے خلل ڈالا۔

"پھر بھی میں آپ سے یہی کہوں گی کہ آپ زارا سے شادی کرلیں۔" تمام تفصیل سن کر بھی اس نے یہی جملہ کہا یا کہنا چاہیے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ "بلکہ آپ زارا سے رائے لے لیں۔ وہ یقیناً ہامی بھر لے گی۔"

"اف خدا۔۔۔!" انہوں نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما۔

"ویسے آپ پہلی بیوی ہوں گی جو یوں جوش و خروش سے اپنے شوہر کی شادی کرا رہی ہیں۔" انہوں نے ہنسی میں اس کی بات اڑائی۔ "آخر آپ میری بات سیریس کیوں نہیں لے رہے۔" اس نے ناراضگی سے کہا۔

"اجالا کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ یہ ارسلان اور شہلا یا صبا، سمیر کی شادی کا قصہ نہیں، یہ بالکل الگ معاملہ ہے میں آپ کے ساتھ بالکل مطمئن ہوں، میں سمجھ نہیں پارہا آپ ایسا کیوں چاہ رہی ہیں؟" وہ سنجیدگی سے کہنے لگے۔

"جو سچی، کھری، پاکیزہ محبت کرتے ہیں میں چاہتی ہوں وہ مل جائیں۔ کم از کم میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں، سچی محبتوں کی اس دنیا میں کمی ہوگئی ہے اس لیے میری خواہش ہے کہ آپ اور زارا مل جائیں آپ کے دل میں کوئی کسک نہ رہے۔ یقین مانیں میرے دل میں ایسی کوئی جلن حسد نہیں، میں پورے دل اور رضامندی سے ایسا چاہ رہی ہوں۔" وہ بہت دھیرے دھیرے نرم لہجے میں اپنی بے ریا سوچیں ان پہ واضح کر رہی تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔"

"انہوں نے آج تک ایسی لڑکی اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی بلاشبہ وہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے انعام تھی۔ انہوں نے زارا کو بہت پرکھ کر اپنے لیے پسند کیا تھا، مگر ماں باپ کی رضا پہ سر جھکانے سے انہیں زارا سے کہیں بڑھ کر انمول لڑکی ملی تھی، وہ اسے کیسے بتاتے کہ اب زارا سے زیادہ ان کے دل میں اس کی محبت

بس گئی ہے، وہ اس کے بغیر خود کو ادھورا محسوس کرتے ہیں۔" ان کے ہاتھ کی پشت پر اس کی آنکھ کا آنسو ٹپکا تو وہ بری طرح چونکے، مگر اجالا اپنے آنسو ان سے چھپانے کے لیے تیزی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی، وہ گم سم انداز میں اس طرف دیکھتے رہے ان کے ذہن میں اس کی باتیں گردش کرنے لگیں۔

"میں سچی محبت کرنے والوں کے ساتھ ہوں میں چاہتی ہوں آپ کے دل میں کوئی کسک نہ رہے۔"

"تو کیا تمہارے دل میں کوئی کسک ہے؟"

"تو تم بھی اس راہ کی مسافر نکلیں۔" انہوں نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔

"انسان اسی طرح اپنی تشنگی دور کرتا ہے خود نہ مل سکے تو کیا جو مل سکتے ہیں ان کو تو ملا دیا جائے۔"

*_*_*

دوسرے دن لنچ ٹائم میں وہ پی سی میں زارا کے ساتھ موجود تھے زارا نے انہیں بلایا تھا۔

"کیا ہوا خیریت؟" انہوں نے سلام دعا کے بعد کچھ تشویش سے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا اب ہم بغیر خیریت کے مل نہیں سکتے۔" زارا مسکرائی۔

"نہیں اتنا ارجنٹ بلایا تم نے کہ میں سمجھا شاید کوئی پرابلم ہو۔" انہوں نے وضاحت کی۔

"نہیں میں لندن واپس جا رہی ہوں، شاید ہمیشہ کے لیے۔۔۔"

"کیوں؟" بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔

"بس یونہی، کچھ کام وام کریں، کیریئر بنائیں گے۔" وہ مسکرائی۔

"کل اجالا نے مجھ سے عجیب بات کہی۔ وہ کچھ سوچ کر بولے۔

""کیا؟"" وہ سوالیہ انداز میں انہیں دیکھنے لگی۔

""اس کا کہنا ہے کہ میں تم سے شادی کر لوں، وہ بہت گلٹ محسوس کرتی ہے نا صرف اس نے کہا بلکہ اتنا اصرار کیا کہ مجھ جیسا کول مائنڈ بندے کو بھی زچ کر دیا حالانکہ یوں ضد اس کی نیچر نہیں۔"" انہوں نے کہا۔

""اجالا کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"" بے ساختہ زارا کے منہ سے نکلا۔

""میں نے بھی یہی کہا تھا، مگر وہ بضد تھی۔"" وہ اس کی حالت پہ محظوظ ہوئے کل ان کی بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی۔

""مائی گاڈ، کوئی لڑکی ایسا کیسے کر سکتی ہے، کم از کم مجھ میں تو اتنا حوصلہ نہیں۔""وہ اب بھی بے یقین تھی اور وہ بھی معید جیسے شخص کو چھوڑنا۔

""اس نے مجھے تم سے بات کرنے کو کہا تھا، میں تمہیں راضی کروں۔"" وہ اطمینان سے بولے۔

""پھر آپ نے کیا کہا؟"" وہ پریشان ہو کر بولی۔

""میں نے ٹال دیا، تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔""انہوں نے اس کی رائے جاننا چاہی۔

""ظاہر سی بات ہے ہم اس حماقت میں اس کا ساتھ تو نہیں دے سکتے، شادی بیاہ بچوں کا کھیل نہیں، آپ اسے بتا دیجیے گا کہ میں لندن واپس جا رہی ہوں اور مجھے اس کا فیصلہ منظور نہیں اگر میں آپ کو جانتی نہ ہوتی تو شاید بے وفا یا فلرٹ سمجھ لیتی۔ مگر میں آپ کی مجبوری جان گئی ہوں ہم اپنوں کی محبتوں میں یونہی جکڑے ہوتے ہیں اور پھر اجالا اتنی سوفٹ اتنی پولائٹ نیچر کی مالک ہے کہ میں کم از کم اپنی ذات سے اسے اتنا بڑا صدمہ نہیں دے سکتی۔ ہاں اگر کوئی جھگڑالو یا عام سی لڑکی ہوتی تو شاید میں ایسی کوئی کوشش کرتی بھی کہ پھر وہ مجھے

تمہارے معیار کی نہیں لگتی۔"" آخر میں اس کا لہجہ کچھ شریر سا ہو گیا۔

""اگر کوئی عام سی جھگڑالو لڑکی ہوتی تو وہ ہمیں یہ آفر کرتی کیوں۔۔۔! بلکہ تمہارے اور میرے تعلق کو بنیاد بنا کر سارے جہاں میں بدنام کر دیتی، کیوں؟ غلط کہا میں نے۔۔۔؟"" ان کے انداز میں اپنی شریک حیات کے لیے ایک نا محسوس سا فخر تھا۔

"" صحیح بات ہے۔"" اس نے گہری سانس لیتے ہوئے ان کی تائید کی اور معید حسن سوچنے لگے کہ وہ واقعی بہت خوش قسمت ہیں کہ دو لڑکیاں ان کی زندگی میں آئیں اور دونوں ہی انسانیت کے اعلیٰ درجے پہ فائز ہیں۔

--*

""آپ نے زارا سے بات کی۔"" دو دن بعد اجالا کو پھر بے چینی لاحق ہوئی اور وہ رات کو انہیں چائے تھماتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔

""کیا کہا آپ نے؟"" وہ اپنے ہی دھیان میں تھے چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

""مجھے غائب دماغ کہتے تھے، خود بھی ایسے ہو گئے۔"" وہ مسکرائی۔

""محبت کا اثر ہے۔"" وہ بھی مسکرائے تو خلاف توقع اجالا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

""میں نے آپ سے زارا کے بارے میں پوچھا تھا، آپ نے زارا سے بات کی۔"" وہ دوبارہ سنجیدگی سے بولی۔

""جی۔۔۔!"" وہ بھی سنجیدگی کی طرف مائل ہوئے۔

""وہ راضی ہے، ہم جلد نکاح کر رہے ہیں۔"" نہ جانے انہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے ایک دم فقرہ بدل دیا۔

""جی!"" وہ چونکہ اس جملے کے لیے تیار نہیں تھی لہٰذا اسے ایک جھٹکا لگا۔

انہوں نے بمشکل تمام اپنی ہنسی ضبط کی کچھ ثانیے تو وہ بول ہی نہیں پائی، معید حسن اس کی خاموشی سے محظوظ ہوئے۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی، زارا نے بہت عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے۔" وہ اب خود کو سنبھال چکی تھی اس لیے بہت خلوص سے کہا۔

"یہ لڑکی نا۔" وہ محض تاسف سے سر ہلا کر رہ گئے۔

"مجھے اور زارا کو ملا کر آپ کو کیا ملے گا؟" معید حسن کے انداز میں کچھ جھنجھلاہٹ سی تھی۔

"سکون۔۔۔۔!" اس نے اطمینان سے کہا، وہ چند لمحے دیکھتے رہے جیسے اس کا ذہن پڑھنا چاہ رہے ہوں۔

"جانتی ہیں جن کے اپنے اندر خلا رہ جائے وہ اپنی تشنگی یونہی پوری کرتے ہیں۔" معید حسن نے گمبھیر لہجے میں کہا اور اپنی گہری پرکشش اندر تک اتر جانے والی آنکھیں یوں اس کے چہرے پہ جمادیں گویا اس کے دل کا ہر راز جان کر رہیں گے۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ خلاف توقع بگڑ گئی۔

"ہے تو بہت ذاتی نوعیت کا لیکن میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے کچھ توقف کے بعد کہا۔

"کیا آپ شادی سے پہلے کسی میں انوالو تھیں؟" ان کا انداز عام سا تھا مگر لہجے میں سنجیدگی تھی سوال کیا تھا بم بلاسٹ ہوا تھا اجالا کا دل اندر ہی اندر کہیں پاتال میں ڈوبا۔ اسے یہ اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ ان کی شخصیت مکمل کرنے کے چکر میں اپنی ذات ان پہ آشکار کردے گی۔ وہ واقعی غضب کے قیافہ شناس تھے۔

"کیا ضروری ہے کہ میں اس سوال کا جواب دوں؟" اس نے لمحوں میں خود کو سنبھالا۔

"نہیں ہرگز نہیں۔۔۔ بانسبت اس کے کہ آپ مجھ سے جھوٹ بولیں تو بہتر ہے آپ جواب ہی نہ دیں۔"

انہوں نے ٹھہر ٹھہر کر حتمی انداز میں اسے باور کرایا کہ اس کا جھوٹ نہیں چلے گا۔ یوں بھی اس کی آناکانی نے انہیں بتادیا تھا کہ اس کا پرفیکٹ جواب کیا ہوگا ورنہ اجالا دوٹوک نہیں کہہ دیتی۔

"میں بھی یہی کہنا چاہ رہی تھی۔" اس نے گہری سانس لی اب کچھ چھپانا یا مکرنا بے وقوفی لگ رہی تھی۔ اسے شہلا اور عاقب کی بات یاد آئی کہ شوہر کو کبھی ایسا کچھ بتانے کی حماقت مت کرنا کوئی بہترین مرد بھی اتنا اعلیٰ ظرف نہیں ہوتا۔ مگر اس کے مدمقابل تو معید حسن تھے اچھے سے بھی کہیں اعلیٰ درجے پہ فائز، جنہوں نے سب کچھ جانتے بوجھتے بھی اس کی کسی بات پہ گرفت نہیں کی، تو کیا یہ اہم خوبی ان کی ذات میں نہیں ہوگی جیسے اعلیٰ ظرفی کہتے ہیں۔

"ویسے آپ چاہیں تو مجھ پہ اعتبار کرسکتی ہیں۔" معید حسن کی آواز نے اسے سوچوں کے بھنور سے نکالا۔

"ایسی کوئی بات نہیں، بس ایک ہلکی سی پسندیدگی تھی۔" اس نے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے بہت آہستگی سے اعتراف کیا۔

"ہلکی سی پسندیدگی میں اتنی اداسی۔" انہوں نے اس کی نم پلکوں پہ نظر جماتے ہوئے کہا۔

"اعتبار کرسکتے ہیں تو کرلیں" اس نے بے دردی سے اپنے لب کچلے۔

"جانتی ہیں اجالا، آپ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید میرا رویہ کچھ اور ہوتا ماضی میں آپ نے کیا کیا، کسے پسند کیا۔ اس وقت میں آپ پہ کوئی گرفت نہیں کرسکتا، کوئی حق نہیں جما سکتا ہاں اگر آپ شادی کے بعد ایسا

کچھ کرتیں تو یقیناً مجھے اتنا اعلیٰ ظرف نہیں پاتیں۔۔۔ مگر اب میں آپ کو اتنا جان چکا ہوں کہ آنکھ بند کر کے آپ پہ اعتبار کر سکتا ہوں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شادی کے بعد آپ نے اس سے رابطہ تو دور کی بات، کبھی سوچوں میں نہیں آنے دیا ہو گا۔ رائٹ۔''

اجالا پھٹی پھٹی بے یقین نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی کیا وہ اسی دنیا کے مرد تھے، عورت تو اپنی ہتھیلی پہ انگارہ رکھ کر بھی یقین دلائے تو مرد ان کی بات پہ یقین نہیں کرتے اور وہ اتنا اسے اس کی ذات کا مان دے رہے تھے۔ اتنا انہوں نے اعتبار کیا تھا اس پہ اس کا سر فخر سے اونچا کر دیا تھا۔

''معید آپ اتنے اچھے، اتنے۔۔۔'' اس سے بولا ہی نہیں گیا اس نے بے اختیار ان کے دونوں ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''ارے ارے اجالا، یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔'' معید حسن بوکھلا گئے انہوں نے ہمیشہ اسے بہت باحوصلہ دیکھا تھا اور اب یوں رونا۔

''پلیز اجالا چپ ہو جائیں، آپ تو مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔'' انہوں نے پشیمانی سے کہتے ہوئے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔

''سوری! میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔'' اس نے پانی پی کر سنبھل کر کہا۔

''آپ نے نہیں آپ کے رونے نے۔۔۔ ویسے آپ کو روتا دیکھ کر اندازہ ہوا، آپ کی ہنسی زیادہ خوبصورت ہے۔'' وہ اسے ریلیکس کرنے کے لیے ہلکے پھلکے انداز میں بولے۔

''پتا ہے میں سوچ سوچ کر تھک گئی کہ آخر مجھ سے ایسی کون سی نیکی ہوئی تھی کہ مجھے انعام میں آپ جیسا

شریک حیات ملا۔'' اس نے سادگی سے کہا۔

اس کا انداز اتنا سادہ تھا کہ وہ یک ٹک اسے دیکھتے رہ گئے۔ ''کمال ہے اتنا اچھا سمجھنے کے بعد بھی مجھے دور کر رہی تھیں۔'' ان کا اشارہ زارا کی طرف تھا۔

''اس سے ہی اندازہ لگا لیں، کہ میں آپ کو خوش دیکھنا چاہتی تھی'' اس نے اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

''مگر اب میری خوشی آپ کے ساتھ ہے۔'' ایک دلکش مسکراہٹ نے ان کے چہرے کا احاطہ کیا اجالا کا چہرہ حیا آلود ہو گیا۔

''یہ میری خوش نصیبی ہے۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''میں۔۔۔ میں تو اسے اپنی خوش نصیبی گردانتا رہا۔'' وہ مسکرائے۔

''ویسے اگر آپ کے ذہن میں کوئی الجھن ہو تو آپ مجھ سے پوچھ لیں، یونہی دل میں گرہ رہ جائے گی۔'' اجالا مضطرب انداز میں بولی۔

''نہ میرے ذہن میں کوئی الجھن ہے نہ ہی میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں البتہ آپ سے اتنا گلا ضرور ہے کہ میں نے شادی کی پہلی رات آپ پہ اعتبار کر کے اپنے بارے میں سچ بتا دیا تھا تو آپ کو بھی مجھ پہ اعتبار کرنا چاہیے تھا۔'' انہوں نے واقعی گلا کیا۔

''ضرور کرتی اگر آپ کو پہلے سے جانتی ہوتی تو۔۔۔ ہمارے ہاں ننانوے فیصد مرد شکی، وہمی، پڑھے لکھے جاہل اور خود ساختہ باغیرت ہوتے ہیں، جو بے قصور کو بخشنے کو تیار نہیں ہوتے تو جو اپنی زبان سے اقرار کریں اسے تو جینے کا ہی حق حاصل نہیں۔۔۔ تو بس یہ سب سوچ سوچ کر حوصلہ نہیں کر پائی اور اس کے لیے میں آپ

سے معافی چاہتی ہوں کہ میں نے آپ پہ اعتبار نہ کر کے آپ کو ٹھیس پہنچائی۔'' وہ اعتبار نہ کرنے کی پوری وضاحت کر کے آخر میں معذرت خواہ ہوئی۔

''ٹھیک کہتی ہیں آپ یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے نہ جانے ہمارے ہاں کے آدمی اتنے مشتعل کیوں ہوتے ہیں۔ ہر مسئلے میں تھوڑا مارجن رکھنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی غلطی کرے تو پہلی بار معاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگلی بار وہ انسان خود شرمندہ ہو کر ایسی کسی بھی حرکت سے تائب ہو جائے گا۔'' وہ بھی شاید اپنی صنف کی اس عادت سے شاکی تھے۔

''پہلے آپ پہ اعتبار نہیں کیا، مگر اب آپ کو یہ سب بتانا چاہوں گی۔۔۔۔ ہم یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ وہ مجھ سے سینئر تھے، شہلا سے ان کا رابطہ تھا تو ساتھ مجھ سے بھی سلام دعا ہو جاتی، میری پسندیدگی کی وجہ محض ان کے خیالات اور مزاج تھا۔ جو بہت اچھوتے سے تھے۔ وہ عورت کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے اور ہمیشہ سر جھکا کر نظریں جھکا کر مخاطب ہوتے تھے۔ میں بس انہیں خوبیوں کی وجہ سے ان سے انسپائر تھی، ہمارے درمیان نہ کسی قسم کے وعدے وعید ہوئے۔ نہ ہم کبھی یونیورسٹی سے باہر ملے، بہت پاکیزہ سا تعلق تھا صرف سوچوں تک، اسے آپ محبت نہیں کہہ سکتے، بس ایک اٹریکشن کہہ سکتے ہیں۔

وہ مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے معاشی پرابلم اور بہنوں وغیرہ کے مسائل خاصے طویل تھے ان کے اسٹیبلش ہونے میں کافی ٹائم تھا۔ سو نہ انہوں نے مجبور کیا نہ میں نے زور دیا۔ یوں ایک مبہم اور غیر واضح تعلق اپنے انجام کو پہنچا اور ہمارے راستے الگ ہو گئے اور میں نے پاپا کی مرضی پہ سر جھکا دیا۔ میں پہلے ہی اپنے آپ کو منافق سمجھ رہی تھی اور مطمئن نہیں تھی کہ آپ جیسے انسان کا ساتھ ملا اور آپ نے جس طرح اپنے

بارے میں سچ بتایا اور فیئر زندگی کے خواہشمند تھے تو میرے دل پہ یہ ایک بوجھ سا تھا۔ میں خود آپ کو یہ سب بتانا چاہ رہی تھی مگر اتنا حوصلہ ہی نہ ہوتا تھا۔ اچھا ہوا آپ نے خود موضوع چھیڑ دیا۔'' اس نے تمام تر سچائی کے ساتھ اپنی زندگی کے خفیہ گوشے ان کے سامنے رکھ دیے۔

''اب اگر آپ کے ذہن میں کوئی بات ہو تو آپ پوچھ لیں۔'' وہ ان کی خاموشی پہ کچھ جھجک کر بولی۔

''میں نے تو آپ سے پہلے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔'' وہ مسکرائے۔

''بہر حال اتنا اعتبار کرنے کا شکریہ۔''

''یہ حوصلہ آپ نے ہی مجھے بخشا ہے۔'' وہ اداسی سے مسکرائی۔ ''معید آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں۔'' کچھ دیر بعد وہ آہستگی سے بولی۔

''وہ کیوں؟'' وہ حیران ہوئے۔

''بس یہی سب کچھ۔۔۔۔!'' وہ کچھ کہہ نہ پائی تو انگلیاں چٹخانے لگی۔ شوہر کو یہ سب بتانا بڑے حوصلے کا کام تھا اور اب وہ اپنے آپ میں عجیب شرمندگی فیل کر رہی تھی۔

معید حسن جو ایزی ہو کر بیڈ کراؤن سے پشت لگا کر بیٹھے تھے سنبھل کر اس کے مقابل ہو بیٹھے۔

''میری سمجھ میں نہیں آرہا جالا آپ اتنا گلٹ کیوں فیل کر رہی ہیں آپ نے کوئی جرم نہیں کیا کسی کو پسند کرنا اتنا بڑا گناہ نہیں جو کام میں نے کیا وہ جرم نہیں تو وہی کام آپ کے کرنے پہ کیسے جرم ہو سکتا ہے۔ اصل بات اپنے کریکٹر کی اپنی حفاظت کرنا ہے وہ آپ نے کی جبکہ میں آپ سے کہہ چکا ہوں مجھے آپ پہ اعتبار ہے میں آپ کو خود آپ سے زیادہ جانتا ہوں ورنہ آپ مجھے اتنا اعلیٰ ظرف نہیں پاتیں اگر میں آپ کے کردار میں

تھوڑا سا بھی جھول محسوس کرتا تو۔۔۔

پسندیدگی یا محبت ایک الگ بات ہے یہ ایک بے اختیاری جذبہ ہے مجھے معلوم ہے آپ ایک وفادار اور ایماندار لڑکی ہیں اور میں جانتا ہوں آپ امانت میں خیانت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتیں آپ کی سوچیں بھی اس وقت میری امانت ہیں۔۔۔۔اور اگر ایسا ہوا تو پھر لڑائی ہو گی او کے۔'' وہ پہلے اسے اعتبار دیتے رہے پھر اس کی سنجیدگی دیکھ کر ہلکے پھلکے انداز میں بولے۔

''آپ معید، آپ کتنے اچھے ہیں، کاش دنیا کے سارے مردوں کی سوچیں ان کے خیالات آپ جیسے ہو جائیں۔'' اجالا کی پلکیں پھر بھیگنے لگیں۔ جس طرح انہوں نے اس پہ اعتبار کیا تھا اس کی سوچوں کو اس کی وفاداری کو پہچانا تھا اسے سمجھا تھا تو ایسا شریک حیات تو اس کے لیے اللہ کا ایک خصوصی انعام تھا۔ وہ تہہ دل سے اپنے اللہ کی مشکور تھی۔

''اف۔۔۔اف بھئی میں مغرور ہو جاؤں گا۔'' ان کے لہجے میں شوخی سی جھلکی۔

''آپ واقعی بہت اچھے ہیں۔''اس نے آہستگی سے اپنا سر ان کے سینے پہ رکھ دیا۔

''ارے۔۔۔'' اس سپردگی پہ معید حسن ایک خوشگوار احساس میں گھر گئے اور اس کے گرد اپنا حصار باندھ دیا۔

''لیجیے ہم نے آپ کو جیت لیا۔''معید حسن دھیرے سے اس کے کان میں گنگنائے۔

''بلاشبہ۔۔۔!'' ایک طمانیت کی لہر اس کے چہرے پہ بھی چھا گئی۔

*_*_*

دوسرے دن آفس سے معید حسن کا فون آیا کہ وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ لنچ ٹائم پہ آ رہے ہیں لہٰذا بہترین قسم کا لنچ تیار رکھے۔

''مگر امی اور صبا تو نہیں ہیں، شاپنگ پہ گئی ہیں۔'' اجالا نے کہا۔

''کوئی بات نہیں، اب میں نے اسے کہہ دیا منع نہیں کر سکتا، آپ سب کچھ مینیج تو کر لیں گی یا ریڈی میڈ منگوا لیں۔'' انہوں نے پوچھا۔

''نہیں۔۔۔نہیں میں سب کر لوں گی، یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں۔'' اس نے انہیں اطمینان دلایا۔

ٹھیک ہے سب۔۔ بہترین ہونا چاہیے اور آپ بھی ریڈی رہنا۔'' اس نے انہیں اطمینان دلایا۔

''او کے۔۔۔سب کچھ آپ کی حسب خواہش ہو گا۔'' اس نے اعتماد سے کہا تو وہ بھی مطمئن ہو گئے۔

اور پھر فون بند کر کے واقعی جی جان سے لنچ کی تیاری میں لگ گئی، دو گھنٹے کا ٹائم تھا اس کے پاس، گھر بھی صاف تھا مگر اس نے مزید صاف کر دیا اور آخر میں اپنا بلیک اور فیروزی کاٹن کا سوٹ نہا کر پہن لیا، اب وہ خود بھی ریڈی تھی، اسی وقت معید حسن کی گاڑی کا ہارن بجا، وہ خود پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر نیچے چلی آئی۔

معید حسن اپنے دوست کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر کچن میں چلے آئے، اجالا کو دیکھ کر ان کی نگاہوں میں ستائش ابھر آئی۔ ''گڈ لنچ تیار ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

''جی۔۔ کھانا لگا دوں یا کولڈ ڈرنک چلے گی۔'' اس نے برتن ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں کولڈ ڈرنک ٹھیک ہے ابھی گرمی سے آئے ہیں، کھانا ٹھہر کر کھاتے ہیں۔'' انہوں نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور گلاس ٹرے میں سیٹ کرنے لگی۔

"پہلے آپ آ کر مل لیں۔" وہ جاتے جاتے پلٹے۔

"جی میں یہ لے کر آتی ہوں۔" اس نے آئس کیوبز ڈالتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں میں کھانا ساتھ نہیں کھاؤں گی۔" اس نے کہا تو وہ حیران ہوئے۔

"وہ کیوں؟"

"بس مناسب نہیں لگ رہا آپ کھالیں۔" اس نے ٹالا

"چلیں جیسے آپ کی مرضی۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گئے وہ ٹرے لے کر ان کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

ایک بار پھر وہ اپنے اللہ کی مشکور ہوئی، کوئی ضد، کوئی بحث، حجت، کسی بات کو انا کا مسئلہ بنانا کہ تم میرے دوست کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہیں، تم میرے ساتھ باہر نہیں گئیں، تم نے میری پسند کا ڈریس نہیں پہنا یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔۔۔عام جھگڑالو انا پرست مرد کی طرح بات بات پہ میخ نکالنا، اس طرح زندگی کتنی دشوار ہو جاتی ہو گی، ہر بات میں اس کی پسند کو اولیت دیتے، میرے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر۔" معید حسن کچھ پریشان سے ڈرائنگ روم سے باہر آئے کہ ٹرے تو ان کے سامنے لے کر نکلی تھی ابھی تک پہنچی نہیں۔۔ کہ وہیں کچھ فاصلے پہ ٹرے ہاتھوں میں لے کر سوچوں میں گھری اجالا پہ نظر پڑی۔

"یار غضب خدا کا حد کرتی ہیں آپ۔" انہوں نے بے اختیار اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

اور اس بار اجالا بری طرح شرمندہ ہو گئی۔

"سوری۔۔۔آئی ایم سور۔۔۔۔" وہ کہے جا رہی تھی مگر ان کا تاسف کم نہیں ہو رہا تھا۔

"آپ حالات کی نزاکت بھی نہیں دیکھتیں۔" وہ واقعی حیران ہوئے اور وہ دوبارہ شرمندہ۔

"شکر ہے آپ ڈاکٹر نہیں، ورنہ آپ کی سوچوں کے باعث آپریشن تھیٹر میں آپ کے کئی مریضوں کی روحیں عالم بالا کی سیر کو نکل چکی ہوتیں۔اور حجالت کے باوجود ان کی بات پہ بے اختیار اس کی کھنکتی ہنسی پورے گھر میں گونجی معید خود بھی ہنس پڑے۔

"اب اندر آجائیں اور اس بے چارے کو کولڈ ڈرنک کے بجائے ہاٹ ڈرنک ہی پلادیں۔" وہ مسکرائے۔اس نے سوچا ڈرنک چینج کر لے مگر گلاسوں میں برف کے ٹکڑے تیر رہے تھے اس لیے وہ ان کے پیچھے ہی چلی آئی۔

"السلام و۔۔۔۔" سلام کے لیے اٹھی نظریں اس کی اٹھی رہ گئی ٹرے اسکے ہاتھوں میں لرز کر رہ گئی ادھر عاقب کا بھی کم و بیش یہی حال ہوا تھا اس کے گمان کے کسی گوشے میں نہیں تھا کہ یہاں اجالا اسے ملاقات ہو سکتی ہے۔

یہ شاک اتنا اچانک تھا کہ وہ دونوں فوری طور پر خود کو سنبھال نہ پائے مگر عاقب بھی اپنے دوست کی آبزرویشن سے واقف تھے لہٰذا اس نے لمحوں میں خود کو سنبھالا تھا اور واقف تو اجالا بھی تھی معید حسن کی قیافہ شناسی سے مگر یہ شاک اتنا اچانک تھا کہ بہر حال اس کو خود کو سنبھالنا مشکل لگا، وہ شدید کنفیوژن کا شکار ہو گئی تھی، معید حسن جو تعارف کا مرحلہ نبٹا رہے تھے۔ان دونوں کے ایکسپریشن پر ٹھٹک گئے عاقب تو فوراً خود کو سنبھال چکا تھا مگر اجالا کے چہرے کی اڑتی رنگت اور فق چہرہ۔۔۔ان کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکا۔

"یہ میں آپ لوگوں کے لیے لایا تھا۔" عاقب نے گفٹ پیپر میں لپٹا گفٹ اٹھا کر معید حسن کی طرف بڑھایا اور ماحول کو نارمل کرنے کی ایک ہلکی سی کوشش کی۔

"اب اتنے عرصے بعد اس کی کیا تک بنتی ہے۔" انہوں نے گھورا۔ "اب زیادہ نخرے مت دکھاؤ لے لو۔"

عاقب نے بھی اسے گھورا ان لوگوں کو یونہی باتوں میں الجھا چھوڑ کر اجالا باہر آ گئی، مگر اسے اب تک اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی، وہ وہیں ڈائنگ چیئر پہ بیٹھ کر خود کو سنبھالنے لگی۔

"یا اللہ۔۔۔۔ اتنی مشکلوں سے تو میری اور معید کی زندگی لائف روٹین میں آ رہی تھی۔ خدارا یہ واپس چلا جائے۔" عاقب نے تو خود کو سنبھال لیا تھا مگر اجالا نہیں سنبھال پا رہی تھی۔ "کچھ بھی ہو مجھے نارمل رہنا ہے معید کی نظریں بہت تیز ہیں انہیں شک نہیں ہونا چاہیے۔" وہ خود کو باور کرا رہی تھی۔

"کیا ہوا، کھانا نہیں لگانا۔" اچانک معید حسن کی آواز سن کر وہ اچھل ہی پڑی۔

"ہاں لگا رہی تھی۔" خود کو اتنا سنبھالنے کے باوجود اس کے چہرے پہ ہوائیاں انہیں الگ ہی محسوس ہو رہی تھیں۔

"ہمارے ہاں کی عورت کس قدر ڈری سہمی رہتی ہے۔ ایک ناکردہ جرم ایک چھوٹی سی بات اسے ساری عمر خوفزدہ رکھتی ہے مرد نام کا عفریت اس کے ذہن پہ ایسا سوار رہتا ہے کہ وہ ڈھنگ سے کوئی خوشی نہیں منا پاتی۔" معید حسن گویا اس کے اندر تک جھانک رہے تھے۔

"آپ یوں کھڑے کھڑے کب سے سوچنے لگے۔" وہ ڈش لے کر آئی تو اسے یوں کھڑا دیکھ کر حیران ہو گئی۔

"آپ مجھے بھی پاگل کر کے رہیں گی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

کھانا ٹیبل پہ سجا کر وہ منظر سے ہی غائب ہو گئی، اسے معلوم تھا جتنا کھانا اس نے رکھا تھا وہ دو بندوں کے لحاظ

سے کافی زیادہ تھا۔ لہٰذا کسی چیز کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

"ٹھیک سے کھانا کھاؤ اتنا شرما کیوں رہے ہو۔" معید حسن نے لیگ پیس اٹھا کر عاقب کی پلیٹ میں رکھا۔

"دماغ ٹھیک ہے، میں کیوں شرمانے لگا، مجھے لڑکی سمجھا ہے۔" عاقب نے اسے گھورا۔

"پھر اتنے تکلف سے کیوں کھا رہے ہو۔" معید اس کی بات پہ محظوظ ہو کے بولا۔

"ایسی کوئی بات نہیں، تمہیں محسوس ہوا ہوگا۔ یوں بھی کھانا اتنا لذیذ ہے کہ کوئی تکلف کر ہی نہیں سکتا۔" عاقب نے اطمینان سے کہا۔

"ہاں اجالا کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے" معید حسن نے تائید کی۔

کھانے کے بعد وہ صرف چائے دینے اور اللہ حافظ کرنے ہی آئی تھی اور خود کو نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی، جبکہ عاقب نے تو نظریں نہ اٹھانے کی قسم کھا لی تھی۔ چائے سے فارغ ہو کر معید حسن بھی عاقب کے ساتھ ہی آفس چلے گئے تھے۔

--*

دن بھر اس نے خود کو سنبھالنے میں ہی گزارا تھا پتا نہیں کیوں معید حسن سے سامنا اسے خوفزدہ کر رہا تھا حالانکہ وہ بہت بے ضرر انسان تھے۔ اسے لگ رہا تھا معید حسن سب سمجھ گئے اور اگر نہ بھی سمجھے تو اس کی حالت انہیں سمجھا دے گی رات کو سب کام نبٹا کر حسب معمول وہ ان کے لیے چائے لے کر آئی معید حسن بیڈ سے پشت ٹکائے گہری سوچ میں گم تھے خلاف معمول نہ ٹی وی نہ کوئی سیاسی مکالمہ چل رہا تھا نہ ہی کوئی کتاب زیر مطالعہ تھی۔ آفس سے آنے کے بعد سے وہ اسے بہت سنجیدہ لگے تھے وہ جواب ان کے درمیان

ایک بے تکلفی کی فضا قائم ہوئی تھی وہ ختم ہوتی لگ رہی تھی یا شاید یہ اس کے دل کا چور تھا۔

''تھینک یو۔۔۔! نبٹ گئے سارے کام۔'' معید حسن نے کپ تھامتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''جی۔۔۔'' وہ بھی زبردستی مسکرائی اسے لگا اب بازپرس ہو گی حالانکہ ان کا انداز استاد وستانہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے تمام راز اگل دیتی تھی۔

''مجھے نیند آرہی ہے۔ میں سو جاؤں۔'' اجالا ان کا سامنا کرنے سے شدید خوفزدہ تھی۔'' یہ کوئی پوچھنے والی بات ہے۔'' وہ حیران ہوئے اور یہ اس کا خوف ہی تھا کہ جس نے انہیں اگلے دن اس سے بات کرنے پہ اکسایا ورنہ وہ اگنور کر دیتے، مگر وہ جانتے تھے یوں کشمکش میں مبتلا رہ کر وہ خود بھی ذہنی اذیت کا شکار رہے گی اور انہیں بھی کرے گی۔

اگلی رات وہ اس کے انتظار میں ٹیرس پہ کھڑے تھے، انہوں نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ تھام لیا۔

رات کی سحر انگیزی اتنی تھی کہ وہ دونوں چپ اس سحر میں گرفتار کافی دیر خاموش رہے۔

''مجھے افسوس ہے اجالا آپ مجھ پہ اعتبار نہیں کرتیں۔'' کافی دیر بعد معید حسن نے خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

''کیا مطلب۔۔۔؟'' اجالا نے چونک کر انہیں دیکھا۔

''مطلب یہ کہ پہلے میں نے آپ سے گلہ کیا تھا کہ آپ نے مجھ پہ اعتبار نہیں کر کے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا، تو آپ نے کہا تھا اس وقت مجھے جانتی نہیں تھیں مگر اب تو جانتی ہیں پھر یہ بے اعتباری کیوں؟''

''کس بارے میں آپ یہ سب کہہ رہے ہیں۔'' وہ لب کچل کر بولی۔

''آپ نے عاقب کے بارے میں مجھے نہیں بتایا۔'' انہوں نے دور آسمان پہ چمکتے تاروں پہ نظریں جماتے ہوئے ڈائریکٹ کہا، اجالا کے ارد گرد دھماکے ہونے لگے۔

''کیا۔۔۔!'' اس کی آواز کسی پاتال سے ابھری۔

''میں کل سے انتظار کر رہا تھا کہ آپ شاید خود سے ذکر کریں کہ عاقب ہی وہ شخص تھا جو۔۔۔''

''معید پلیز۔۔۔'' وہ اضطراری انداز میں کہتی تیزی سے اندر کمرے میں آگئی، اس کے لیے یہ سب بہت اذیت ناک تھا اپنے شوہر کے منہ سے یہ سب سننا، چاہے وہ کتنا اچھا کتنا اعلیٰ ظرف کیوں نہ ہو۔

''کیا ہوا اجالا۔۔۔؟'' معید حیران پریشان اس کے پیچھے چلے آئے۔

''پلیز معید میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں دوبارہ مجھ سے اس بارے میں بات مت کیجیے گا۔'' اجالا نے باقاعدہ عاجزی سے کہتے ہوئی ان کے آگے ہاتھ جوڑے اور شیلف میں سے بک لے کر پڑھنے بیٹھ گئی معید حسن خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے وہ اضطراری انداز میں ایک ساتھ کئی صفحات پلٹ دیتی وہ جانتے تھے وہ اس ذہنی کیفیت میں پڑھ تو نہیں سکتی، پتا نہیں کیوں وہ اتنا سخت ری ایکٹ کر رہی تھی یہ الجھنیں شیئر کرنے سے وہ بھی ریلیکس فیل کرتی مگر یوں۔۔۔ آخر انہوں نے زبردستی اس کا خول چٹخانے کا سوچا، ورنہ پھر یہ موضوع چھیڑنا خاصا مشکل ہوتا۔

''ویسے مجھے خاصا اشتیاق تھا اس خوش قسمت انسان کو دیکھوں جس کو آپ نے پسندیدگی کی سند بخشی تھی۔''

وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

''اور مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ بلاشبہ آپ کا انتخاب لاجواب تھا اور عاقب آپ جیسی لڑکی ہی ڈیزرو

کرتا۔۔۔"

"اسٹاپ اٹ۔۔۔بس کریں معید میں نے آپ سے کہا مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا میں آپ کی اچھائی آپ کی اعلیٰ ظرفی کی قدر کرتی ہوں، مگر میں اس پہ آپ کو کوئی میڈل نہیں دے سکتی آپ بار بار یہ سب باتیں کر کے مجھے ذلیل مت کریں، میں خود کو ذلت کی انتہا پہ محسوس کر رہی ہوں۔"

وہ ایک دم چیخی تھی پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز بھرا گئی۔۔۔معید حسن اس کے پاس آ کر بیٹھے اور اس کے شانے پہ اپنا بازو پھیلا لیا۔

"کم آن اجالا۔۔۔یہ کیا بے وقوفی ہے اس طرح کرتے ہیں ہر بات، ہر مسئلہ فیس ٹو فیس حل کرتے ہیں، اس طرح ڈرنے، جھجکنے سے کچھ نہیں ہو گا، کیا ہو گیا اگر عاقب ہی وہ شخص تھا کیا ہو گیا اگر آپ نے اسے پسند کیا، میرے لیے یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ ہم مرد ہزاروں لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں بلکہ تعلقات میں کہیں آگے تک چلے جاتے ہیں اور اپنے کیے پر شرمندہ تک نہیں ہوتے سب کے سامنے کھل کر اپنا افیئر بیان کرتے ہیں آپ کو تو اب تک میرا مزاج سمجھ جانا چاہیے تھا اس طرح خوفزدہ ہونے سے زندگی نہیں گزرتی مسائل جوں کے توں رہتے ہیں ہم نے اپنے سارے مسائل خوش اسلوبی سے حل کیے آپ نے میرا ساتھ دیا۔ میں نے آپ کا۔۔۔اگر اب بھی یہ مسئلہ یوں حل ہو جائے تو بلاوجہ کی ذہنی اذیت سے چھٹکارہ مل جائے۔ مجھ میں تو اتنا بھی حوصلہ ہے کہ اگر آپ لوٹ کر عاقب کے پاس جانا چا۔۔۔۔" وہ جو ان کے شانے سے سر ٹکائے ہوئے ان کی باتیں سن رہی تھی اور اپنے اندر حوصلہ پیدا کر رہی تھی ان کی آخری بات پہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔

اور پھٹی پھٹی بے یقین شا کی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی کہ آیا اس نے ٹھیک سنا۔۔۔؟

"کیوں بھئی اتنی حیرت کیوں جب آپ مجھے زارا سے ملانے کے لیے اتنا زور لگا سکتی ہیں تو میں اپنی محبت کا ثبوت کیوں نہیں دے سکتا۔" وہ مسکراتے ہوئے بڑے ریلیکس انداز میں بولے۔ اسے لگا وہ اسے شرافت کی مار مار رہے تھے۔

"آپ میرے بغیر رہ لیں گے؟" وہ عجیب سے انداز میں بولی کیا یقین تھا اسے اپنی ذات پہ معید حسن چپ کے چپ رہ گئے۔

یہ تو حقیقت تھی کہ اب انہیں اس کے بغیر زندگی بے معنی محسوس ہوتی۔

"آپ کی خوشی کے لیے یہ بھی گوارا ہو جائے گا۔" وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"مگر اب میری خوشی آپ کے ساتھ میں ہے۔" اس نے ان کا جواب انہی کو لوٹایا۔

"مائی پلیژر۔۔۔!" وہ رشک آمیز فخر سے بولے۔

"جی۔۔۔بالکل۔" وہ بڑی دقتوں سے مسکرائی پھر سنجیدگی سے بولی۔

"کیا ضروری ہے کہ ہمارے بیچ کوئی دوسرا تیسرا داخل ہو، ہم ایک دوسرے کے لیے کافی نہیں؟"

"چلیں ٹھیک ہے۔۔۔آئندہ ہمارے درمیان کوئی نہیں آئے گا۔" انہوں نے کہا تو وہ مطمئن ہو گئی اچانک ان کی نظریں الماری پہ رکھے گفٹ پیک پہ پڑی جو ابھی تک پیک تھا وہ چونک گئے۔

"ارے وہ گفٹ تو دکھائیں جو عاقب نے دیا ابھی تک پیک ہے۔ کسی کے خلوص سے دیے گئے تحفے کے ساتھ یوں بے اعتنائی نہیں برتتے۔" انہوں نے نرمی سے اسے احساس دلایا۔

اجالا نے خاموشی سے اٹھ کر گفٹ پیک ان کے ہاتھ میں تھما دیا، معید حسن نے نفاست سے پیکٹ کھولا تو اندر ایک گولڈ کا نازک سا نفیس سا جیولری سیٹ موجود تھا۔

''فنٹاسٹک۔۔۔!'' ان کی نگاہوں میں ستائش ابھر آئی۔

''مگر اتنا مہنگا گفٹ کیوں دیا عاقب نے۔'' وہ بڑبڑائے۔''وہ تو شکر ہے کہ وہ یہ گفٹ معید کی وائف کے لیے لایا تھا یہاں آ کر اسے پتا چلا کہ اس روپ میں اجالا یہاں موجود ہے ورنہ شاید معید حسن سمجھتے کہ وہ یہ گفٹ اس کے۔'' اجالا نے سوچا پھر سر جھٹک دیا۔''معید ایسے انسان ہیں۔''

معید حسن موبائل پہ کسی کا نمبر پریش کر رہے تھے۔ اجالا جز بز ہو گئی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ عاقب کا نمبر ہی ملا رہے ہیں۔

''ہیلو۔۔۔ہاں بھئی کہاں غائب ہو۔'' اسکی آواز سنتے ہی معید حسن نے چھوٹتے ہی کہا۔

''بس یار کچھ بزی تھا تم سناؤ۔'' عاقب نے بھی جواباً سی جوش کا مظاہرہ کیا۔

اجالا کو کچھ اور نہ سوجھا تو خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے برش اٹھا کر اپنے بال سلجھانے لگی۔

''ایسی کون سی مصروفیت تھی۔ ارے ہاں تم نے کہا تھا یہاں بزنس سیٹ کرنے کا سوچ رہے ہو۔'' معید حسن کو اچانک یاد آیا کہ اس نے مستقل واپس آنے کا ذکر کیا تھا۔

''نہیں یار۔۔۔اب تو وہ پروگرام کینسل ہو گیا مجھے یہاں کا ماحول مناسب نہیں لگ رہا۔ اس لیے واپسی کا سوچ رہا ہوں۔'' عاقب نے کہا۔

''ارے ایسا کیسے ممکن ہے؟'' وہ حیران ہوئے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

''بس جس کو ایک بار باہر کی زندگی کی وہاں کے ڈسپلین کی عادت پڑ جائے، وہاں کی صفائی، وہاں کے ماحول کی، پھر دوبارہ یہاں کی پلوشن میں اس کا گزارہ ممکن نہیں۔'' عاقب نے واپسی کا جواز پیش کیا۔

''اگر میں تم کو جانتا نہیں ہوتا تو دو حرف بھیج کر منہ موڑ لیتا، مگر تمہاری کوئی بات مجھے ہضم نہیں ہوئی، میں تمہاری حب الوطنی سے اچھی طرح واقف ہوں۔'' معید نے اس کے اس ریزن کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔

''تم بھی نا۔۔۔خیر چھوڑو، یہ بعد کی بات ہے، تم آؤ کبھی گھر بھابھی کو لے کر۔'' اس کا انداز بہت اپنائیت بھرا تھا اور معید حسن کو تو ویسے بھی عاقب کی اچھائی پہ کوئی شبہ نہیں تھا مگر اس کے اجالا کو اس طرح بھابھی کہنے پہ معید کے دل میں اس کا مقام اور اونچا ہو گیا، اس کے دل کا نکھرا پن اجاگر ہو گیا۔

''ہاں انشاءاللہ اور ابھی تو میں نے تمہیں اس لیے فون کیا تھا کہ یار اتنا مہنگا گفٹ دینے کی کیا ضرورت تھی؟ شادی تو تم نے اٹینڈ نہیں کی۔'' معید حسن کو سامنے رکھے سیٹ کو دیکھ کر فون کرنے کی وجہ یاد آئی۔

''مجھے میری اوقات یاد دلا رہے ہو۔'' عاقب نے ناراضگی سے کہا۔

''باخدا! میرا یہ مقصد نہیں تھا، اگر تم ہرٹ ہوئے ہو تو ریئلی سوری۔'' وہ شرمندہ ہو گئے۔

''تم ہی میرے ایک بہترین دوست ہو۔ اس لیے تم ایسا کرو گے تو مجھے دکھ تو ہو گا۔'' اس کے انداز میں اب بھی ناراضگی تھی۔

''اوکے سوری کر تو لی۔ اب کیا پاؤں پکڑوں۔'' معید حسن مسکرائے تو عاقب بھی ہنس پڑا۔

''اب فون بند کرو۔ بھابھی بگڑ رہی ہوں گی کہ میں ان کے شوہر پہ قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔''

''نہیں وہ ایسی نہیں۔ اچھا کل آ رہے ہو؟''معید نے پوچھا

''کل۔۔۔؟ایسا کرتے ہیں کل میں تمہارے آفس آجاؤں گا لنچ باہر کر لیں گے۔'' اس نے پروگرام بنایا۔

''چلو ٹھیک ہے۔'' معید حسن نے ڈن کیا،ان کی گفتگو سے اجالا کو اندازہ ہوا کہ وہ بے تکلف دوست ہیں ورنہ معید حسن کافی ریزرو رہتے ہیں۔

*_*_*

دوسرے دن عاقب لنچ ٹائم سے کچھ پہلے معید حسن کے آفس پہنچ گیا۔

''ارے تم آگئے، میں تو سمجھا تھا نہیں آؤ گے۔''معید حسن نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''کیوں بھئی۔۔کب میں نے ایسی وعدہ خلافی کی جو تم نے ایسا سوچ لیا۔'' عاقب نے آفس میں چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

''ویسے آفس تو تم نے شاندار سیٹ کر لیا۔'' اس نے سراہا۔

''ہاں پاپا نے سب مجھ پہ چھوڑ دیا اب ایاز کو گائیڈ کر رہے ہیں۔'' معید حسن نے کہا پھر اس سے پوچھا۔

''چائے تو چلے گی نا؟''

''چھوڑو اب لنچ کرنے تو جانا ہے۔''عاقب نے ٹالا۔

''جب تک ایک چائے چل جائے گی۔'' معید نے کہا اور انٹر کام پہ چائے کا آرڈر دینے لگے۔

''ہاں اب سناؤ اور یہ تم نے اچانک واپس جانے کا ارادہ کیوں کر لیا۔'' معید حسن نے اپنی زیرک نگاہیں اس

کے چہرے پہ ٹکادیں گویا اندر کا سارا حال جان کر رہیں گے۔

''بس یونہی۔۔۔دراصل اتنے عرصے تنہا رہنے کی عادت پڑ گئی اور یہاں سب اپنی اپنی لائف میں مصروف ہیں، میں یہاں خود کو انفٹ محسوس کر رہا ہوں تو۔''اس نے کندھے اچکا کر بات ادھوری چھوڑ دی،وہ بھی عاقب تھا اتنی آسانی سے کیسے معید کو اپنے اندر کا حال جاننے دیتا۔

''تو اس تنہائی سے پوچھا کیوں نہیں چھڑا لیتے۔'' معید حسن نے کہا۔

''وہ کیسے؟'' عاقب بے خیالی میں بولا۔

''شادی کر لو۔'' معید حسن نے مشورہ دیا۔

''وہ بھی کر لیں گے وقت آنے پہ، جلدی کس بات کی ہے۔''اس نے قصداً لاپرواہی دکھائی۔

''عاقب یاد ہے تمہیں جب تم یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو تم نے مجھ سے ایک بات کہی تھی۔'' اس وقت چائے آگئی تو معید حسن خاموش ہو گئے۔

''کون سی بات؟'' پیون چائے رکھ کر چلا گیا تو عاقب نے تجسس سے پوچھا۔

''تم نے کہا تھا معید ایک لڑکی نے میرے دل کو چھو لیا ہے،وہ اتنی اچھی ہے کہ کوئی بھی شخص اس کے ساتھ چند گھنٹے گزارے تو اس کی شخصیت کا اسیر ہو جائے۔'' معید حسن کے جملوں پہ عاقب کا منہ پل بھر کو کھلا کا کھلا رہ گیا تاہم اس نے خود کو سنبھال لیا۔

''تمہیں اتنی پرانی بات اب تک یاد ہے۔'' عاقب واقعی حیران تھا۔

''اتنی پرانی بھی نہیں، تین چار سال پہلے کی بات ہے۔'' معید حسن مسکرائے۔

‘‘اتنا عرصہ کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا تمہاری نظر میں، ویسے تمہیں یہ بات اچانک کیسے یاد آئی۔’’ عاقب نے پھر حیرت سے کہا۔

‘‘اس لیے۔۔۔اس وقت تم نے کہا تھا کہ یار معید میری کس قدر بدبختی ہے کہ میں اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا، مگر میرے حالات مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے، میرے اوپر ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ ہے کہ میں اس وقت خود غرض بن کر اپنا سوچ بھی نہیں سکتا اور وہ تو اتنی نازک ہے کہ اس کو پھولوں کی سیج پہ بٹھایا جائے پھر میں اسے کانٹوں میں کیسے گھسیٹ سکتا ہوں۔’’ معید حسن نے اس کا کہا حرف حرف یاد دلایا۔

‘‘تمہیں اتنا کچھ یاد ہے اب تک۔’’ عاقب کی حیرانی ختم نہیں ہو رہی تھی اسے یاد تھا اس نے یہ سب کچھ معید سے کہا تھا وہ اس وقت واقعی بہت زود رنج تھا اور خود کو مایوسی کی انتہا پہ محسوس کر رہا تھا معید کی تسلیاں مشورے کچھ کام نہیں آ رہے تھے اسے ساری دنیا زہر لگ رہی تھی اور پھر واقعی وہ سب چھوڑ چھاڑ ملک سے باہر چلا گیا اور وہاں کی مشینی زندگی نے اسے زیادہ اداس ہونے کا موقع بھی نہیں دیا۔

‘‘یہ سب یاد تھا نہیں، اچانک یاد آگیا۔’’ معید حسن نے کہا۔

‘‘مگر کیوں؟’’ عاقب الجھا۔

‘‘یہ سب چھوڑو اچھا یہ بتاؤ اب وہ لڑکی کہاں ہوتی ہے؟’’

‘‘پتا نہیں۔۔۔میرا اس سے کوئی کانٹیکٹ نہیں۔’’ عاقب نے سنجیدگی سے کہا۔

‘‘تو ہم مل کر اسے ڈھونڈ سکتے ہیں۔’’ معید نے تجویز دی۔

‘‘آخر اچانک کہاں سے تمہارے دماغ پہ وہ لڑکی سوار ہو گئی۔’’ عاقب جھنجھلایا۔

‘‘تم یہ بتاؤ اسے ڈھونڈو گے۔’’ معید نے اس کی بات سنی ان سنی کی۔

‘‘نہیں۔۔۔۔!’’ عاقب نے دوٹوک کہا۔

‘‘کیوں۔۔۔۔’’

‘‘میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا۔’’

‘‘مگر میں چاہتا ہوں تم اپنی منزل پالو، اب تم اس پوزیشن میں ہو۔’’ معید نے زور دیا۔

‘‘معید اس کی شادی ہو چکی ہے اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزار رہی ہے۔’’ عاقب نے برہمی سے کہا۔

‘‘ابھی تو تم کہہ رہے تھے تمہارا اس سے کانٹیکٹ نہیں۔’’ معید نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ایک گہری سانس لی عاقب چند ثانیے اسے دیکھتا رہا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔

‘‘کیا پتا اس لڑکی کے ذہن میں تم اب تک موجود ہو۔’’ کچھ دیر بعد معید نے ہی کہا عاقب نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

‘‘ہوتی ہوں گی شاید ایسی دوغلی لڑکیاں مگر بہرحال وہ ایسی نہیں، وہ ایک وفادار اور ایماندار لڑکی ہے، اگر میرے ساتھ ہوتی تو میری وفادار رہتی مگر اب اپنے شوہر کے ساتھ ہے تو میرا خیال بھی اس کے قریب نہیں پھٹکے گا، یوں بھی ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں تھا محض پسندیدگی تھی۔’’

‘‘اتنا جانتے ہو اسے۔’’ معید نے بغور اسے دیکھا۔

‘‘جو دل کے قریب رہے اتنا تو انہیں جاننا پڑتا ہے۔’’ عاقب نے جواب دیا اور پھر بول اٹھا۔

"اب تم صاف صاف کہو، جو کہنا چاہتے ہو، کیوں معمے میں باتیں کر رہے ہو، خود بھی الجھ رہے ہو مجھے بھی الجھا رہے ہو۔" عاقب اس کی باتیں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"مجھے اجالا نے تمہارے اور اپنے بارے میں سب بتا دیا ہے۔" اس بار معید نے واقعی صاف بات کر ڈالی بات اس قدر غیر متوقع تھی کہ عاقب ساکت رہ گیا۔

ویسے بھی اب وہ خود کو سنبھال کر کرتا بھی کیا، جب دوسرا فریق سرنگوں ہو چکا تھا۔ کمرے میں گھمبیر خاموشی طاری ہو چکی تھی۔

"میں چلتا ہوں۔" کچھ دیر بعد عاقب نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھا۔

"ٹھہرو عاقب! اس طرح فرار سے کیا حاصل۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" عاقب نے ناگواری سے کہا مگر اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

"ہمیں کھل کر بات کر لینا چاہیے۔" معید نے اس کا انداز اگنور کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"حوصلہ ہے تمہارا کہ تم اس موضوع پہ بھی مجھ سے کھل کر بات کرنا چاہتے ہو۔" عاقب نے اپنی عادت کے برخلاف طنز کیا۔

"اس طرح مسئلے حل نہیں ہوتے۔"

"کون سے مسئلوں کی بات کر رہے ہو؟ کیا مسئلہ ہے ہمارے درمیان؟ تم اپنی زندگی میں خوش اور میں اپنی زندگی سے مطمئن زبردستی مسئلہ کری ایٹ مت کرو۔" اس نے تلخی سے کہا۔

"تم تائیوان واپس میری وجہ سے جا رہے ہو، ملک بدر میری وجہ سے ہو رہے ہو، مجھے یہ مناسب نہیں لگ رہا

کہ ایک شخص میری وجہ سے۔۔۔"

"کم آن معید۔۔ ہر وقت ہر شخص کو خوش کرنے کے چکر میں مت رہا کرو۔۔۔ پہلے بھی میں تمہاری وجہ سے تائیوان گیا تھا؟" اس نے طنز کیا۔

"اور اگر اب بھی بالفرض میں تمہاری وجہ سے جا رہا تھا تو یہ ایک بہتر اقدام تھا، وہاں جا کر بھی ہمارا آپس میں رابطہ رہ سکتا تھا، مگر مجھے اب افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری دوستی یہیں تک ٹھیک تھی اب ہمارا نہ ملنا بہتر ہے۔" عاقب نے رکھائی سے کہا۔

"واٹ ربش۔۔۔ کیا فضول ہانک رہے ہو۔ نہ میں عقل سے پیدل ہوں نہ تم۔۔۔ اس لیے اس حد تک مت جاؤ۔" معید نے ناراضگی سے کہا۔

"کچھ فضول نہیں کہہ رہا جب تم نے مجھے بتائے بغیر یہ معلوم کر لیا تھا کہ اب میرا اس لڑکی سے کوئی کانٹیکٹ نہیں رہا میرا اسے دوبارہ ڈھونڈنے کا کوئی ارادہ نہیں تو تمہیں مطمئن ہو جانا چاہیے تھا، پھر تمہیں یہ سب باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں، بالفرض اگر تم یہ سب جان ہی گئے تھے تو اپنے تک رکھتے اور اگنور کر دیتے، کم از کم مجھے نہ بتاتے تاکہ میں جب بھی تم سے ملتا اپنے نارمل انداز میں ملتا مگر اب ہمارے درمیان ایک جھجک سی آ گئی ہے اس لیے ہمارا ترک تعلق ہی بہتر ہے میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔" عاقب مزید اس کا جواب سنے بغیر باہر نکل گیا۔

معید حسن کو شدید افسوس نے آ گھیرا۔ ان دونوں کی دوستی واقعی بہت گہری اور بے تکلفانہ تھی دونوں بن کہے ایک دوسرے کی بات سمجھ جاتے تھے، دونوں ہی ہم مزاج تھے، وہ جتنا اس تعلق کے ٹوٹنے پہ دکھ کرتا کم

تھا۔

''شاید عاقب ٹھیک ہی کہتا ہے مجھے اس نازک موضوع کو اس کے سامنے چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا۔'' مگر اب کیا ہو سکتا تھا، کہتے ہیں زبان سے نکلی بات کبھی واپس نہیں آتی، اب وہ جتنا پچھتائے کم تھا۔

--*

عاقب بہت آف موڈ اور منتشر ذہن کے ساتھ معید حسن کے آفس کی سیڑھیاں اتر کر آیا تھا اسے عجیب شرمندگی ہو رہی تھی اسے اجالا سے یہ امید نہیں تھی وہ معید سے نظریں نہ ملا پایا تھا بکھری سوچوں کے ساتھ جب اس نے آفس کی بلڈنگ کے باہر قدم رکھا تو ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔

''ایکسکیوزمی۔۔۔!'' ایک لڑکی اس کے سامنے کھڑی غالباً اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی وہ انتظار کرتا رہا کہ وہ خود ہی کچھ کہے گی مگر لڑکی شاید ابھی پہچان کا مرحلہ حل نہیں کر پائی تھی۔

''آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟'' آخر عاقب کو اسے مخاطب کرنا پڑا۔

''جی، جی وہ آپ معید کو جانتے ہیں۔'' اس نے اچانک کہا۔

''جی وہ میرے دوست ہیں۔'' عاقب کی سمجھ نہیں آیا ہے بولے یا تھے۔

''میں ان کی فرینڈ ہوں زارا۔'' اس نے تعارف کرایا۔

عاقب کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا جب وہ باہر تھا تو ایک بار معید نے فون پر سرسری سا زارا نامی لڑکی کا ذکر کیا تھا مگر وہ اتنا سرسری سا تھا کہ اس کو اب یاد بھی نہ رہا تھا البتہ عاقب نے اسے چھیڑا ضرور تھا کہ اب معید حسن جیسے بندے کی بھی گرل فرینڈ ہونے لگی، تو معید نے جھینپ کر وضاحت دی تھی ارے نہیں وہ تو کسی

مریض کی عیادت کرتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی۔

''معید نے اپنی اور آپ کی تصویریں دکھائی تھیں ابھی آپ کو دیکھا تو مجھے وہ تصویریں یاد آ گئیں، آپ معید سے ملنے آئے تھے۔'' زارا نے وضاحت کے ساتھ پوچھ بھی لیا۔

عاقب نے بغور اسے دیکھا کہ معید اور اس لڑکی میں اتنا دوستانہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے اپنی تصویریں وغیرہ بھی دکھانے لگا وہ جانتا تھا معید ایک حد تک سب سے ملتا تھا۔

''آپ معید کی صرف دوست تھیں؟'' ایک دم عاقب کے منہ سے پھسلا تھا۔

''آپ نے کچھ زیادہ پرسنل سوال نہیں کر لیا۔'' وہ جواب دیتے ہوئی کچھ شش و پنج کا شکار ہو گئی۔

''سوری آپ جواب نہ دیں۔'' وہ معذرت خواہ ہوا۔

''ہم کہیں بیٹھ کر باتیں نہیں کر سکتے۔۔۔ارے ہاں اوپر معید حسن ہیں آفس میں۔'' اسے ایک دم خیال آیا اور عاقب اب دوبارہ معید حسن کا سامنا نہیں کر سکتا تھا لہٰذا نہ چاہتے ہوئے بھی اسے جھوٹ بولنا پڑا۔

''نہیں اوپر معید حسن نہیں ہیں۔''

''او۔۔۔'' اسے مایوسی ہوئی۔

''چلیں پھر ہم کہیں اور بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔'' اور عاقب اسے قریبی ریسٹورینٹ میں لے آیا۔

کافی پیتے ہوئے زارا نے اپنی اور معید کی ساری تفصیل اس کے گوش گزار کر دی پتا نہیں کیوں اس کا اس شخص پہ اعتبار کرنے کو دل چاہا۔ ادھر عاقب حیران تھا اس نے کیا سوچ کر اس پہ اعتبار کیا۔

''اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' عاقب نے سن کر پوچھا۔

""میں لندن واپس جارہی ہوں۔"" عاقب ایک پھیکی ہنسی ہنس دیا اس نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا جو عاقب نے کیا تھا۔

""حالانکہ اجالا نے معید کو آفر بھی دی تھی کہ۔۔۔اگر وہ چاہے تو میں اور معید شادی کرلیں اجالا کو کوئی اعتراض نہیں۔"" زارا نے کہا تو عاقب چونک گیا۔

""کیا مطلب۔۔۔اجالا تمہارے بارے میں جانتی ہے۔"" وہ حیران ہوا۔ ""ہاں معید نے اسے شادی کی رات ہی سب کچھ بتادیا تھا۔"" اور عاقب یوں سر ہلانے لگا جیسے اسے معید جیسے بندے سے یہی امید تھی۔

""پھر تم نے اور معید نے کیا کیا۔"" ویسے وہ حیران ہورہا تھا کہ دونوں میاں بیوی ہی پاگل تھے میاں ادھر یہ حرکتیں کررہا تھا اور بیوی صاحبہ شوہر کو شادی کی آفر کررہی تھی۔

""ظاہر سی بات ہے ہم اس حماقت میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے اور پھر وہ خود اتنی اچھی ہے کہ ہم کم از کم ایک اچھی لڑکی کا گھر توڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔"" ساری تفصیل سن کر عاقب سوچ میں پڑ گیا۔

""تم مجھ سے شادی کروگی۔"" عاقب نے ایک دم اچانک کہا اور خود بھی حیران رہ گیا اپنے جملے پہ زارا ہکا بکا رہ گئی۔

""اس طرح بیٹھے بٹھائے شادی کی پیشکش وہ بھی اس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے بعد۔""

""ٹھہرو۔۔۔میں بھی تمہیں اپنے بارے میں سب بتادوں۔"" اسے پرپوز کرنے کے بعد سب بتانے کا فیصلہ کیا۔ پھر اس نے اپنے اور اجالا کے بارے میں سب بتادیا اور آخر میں معید حسن کی ملاقات کا قصہ بھی۔

اب حیران ہونے کی باری زارا کی تھی۔

""یو مین۔۔۔یہ اجالا تمہاری۔۔۔اور معید سب جانتا ہے مائی گاڈ۔۔۔"" وہ سر تھام کر رہ گئی۔

""اب بتاؤ تمہارا کیا فیصلہ ہے۔"" عاقب نے پوچھا۔

""میں سوچ کر بتاؤں گی۔""

""یہ لو میرا کارڈ۔۔۔اس پر یہاں کے اور تائیوان کے سارے نمبر موجود ہیں۔ دو دن بعد میں تائیوان جارہا ہوں۔ جو فیصلہ کرو مجھے آگاہ کردینا۔"" عاقب نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔ زارا کارڈ تھامے گم سم بیٹھی رہ گئی۔

--*

معید حسن نے دو تین بار عاقب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر جب اس نے کوئی رسپانس نہیں دیا تو وہ خاموش ہوگئے۔

مگر جب آج اس کی کال آئی تو وہ چونک گئے۔

""ہیلو! کیا حال ہے معید؟""

""الحمدللہ! تم سناؤ۔"" اس کا ریلیکس موڈ دیکھ کر وہ بھی ریلیکس ہوگئے۔

""آئی ایم سوری۔۔۔اس دن میں کچھ زیادہ ہی روڈ ہوگیا تھا۔"" وہ نادم تھا۔

""اٹس اوکے، کوئی مسئلہ نہیں، دوست ہی بھڑاس نکالنے کے لیے ہوتے ہیں۔"" وہ مسکرائے۔

""دراصل وہ جس رشتے میں میرے سامنے آئی تھی وہ بہت عزت و تکریم والا تھا۔ تو مجھے تمہاری باتیں بہت عامیانہ اور چیپ لگ رہی تھیں۔ میں خود کو بہت ذلت میں گھرا محسوس کررہا تھا تم جانتے ہو میں رشتوں کا

تقدس نبھانے والا بندہ ہوں پامال کرنے والا نہیں تو بس اس لیے۔۔۔۔۔'' وہ خوامخواہ وضاحت کرنے لگا۔

''سنو عاقب۔۔۔۔ تم بھی مجھے جانتے ہو اور اجالا بھی اچھی طرح سمجھنے لگی ہے اس کے باوجود مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے تم نے میری ذات کو بہت ارزاں کر دیا تھا، نہ جانے تم لوگ اتنے ٹینس کیوں ہوئے اور اس طرح ری ایکٹ کیا۔ یہ سب ماضی کا قصہ تھا جو فراموش ہو سکتا تھا تم لوگوں نے سب کچھ پراپر پلیننگ سے نہیں کیا نہ تمہیں علم تھا کہ اجالا میری وائف ہے اور نہ ہی اجالا جانتی تھی کہ تم میرے دوست ہو یہ محض اتفاق تھا۔ اس لیے تمہیں گلٹ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔ خیر چھوڑو اب ان باتوں کو۔۔۔۔۔ اور اپنی سناؤ''

انہوں نے اس کی الجھن دور کر کے موضوع بدل دیا۔

''میں آج شام کی فلائٹ سے تائیوان جا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں تم اور بھابھی مجھے چھوڑنے آؤ۔'' عاقب نے خواہش بیان کی۔

''ٹھیک ہے۔ کتنے بجے کی فلائیٹ ہے۔'' معید نے بلاجحت پوچھا۔''سات بجے کی۔'' پھر انہوں نے ایک دو باتیں کر کے فون بند کر دیا ابھی دوپہر کے تین بجے تھے معید نے اجالا کو فون کر کے ریڈی رہنے کا کہہ دیا۔ وہ جلدی گھر چلے آئے۔ اجالا تیار ہو رہی تھی۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اجالا نے اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا۔

''ایئر پورٹ۔۔۔۔ عاقب تائیوان جا رہا ہے اسے سی آف کرنے۔'' معید نے گاڑی فل اسپیڈ پہ چھوڑ دی۔

اجالا خاموش رہی۔

ایئر پورٹ پہ پہنچ کر عاقب کو ڈھونڈنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

اجالا کو سلام کر کے وہ معید سے گلے ملا۔

''مجھے یقین تھا تم ضرور آؤ گے۔''

کافی دیر تک دونوں خوشگوار انداز میں باتیں کرتے رہے اور جب اناؤنسمنٹ ہونے لگی تو معید نے پوچھا۔

''اب کب آؤ گے''

''یہ تو کسی پہ ڈپینڈ کرتا ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''کیا مطلب۔۔۔؟'' معید نے حیرت سے پوچھا۔

''میں نے ایک لڑکی کو پرپوز کیا ہے۔ اب یہ اس کے جواب پہ ڈپینڈ کرتا ہے۔'' عاقب کے لبوں پہ ایک جاندار سی مسکراہٹ تھی۔

''کون سی لڑکی کو؟'' معید نے متجسس ہو کر پوچھا، اجالا بھی حیران تھی، اسی وقت عاقب کے موبائل پہ کال آنے لگی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

''ہیلو۔'' اس نے کال اٹینڈ کی۔

''کہاں ہوتے ہیں آپ؟'' دوسری طرف سے زارا کی شوخ آواز سنائی دی۔

''ہم پاکستان سے اور پاکستانی لوگوں سے جدائی کی دہلیز پہ موجود ہیں۔'' اس نے بھی شوخ جسارت کی۔

''اور اگر پاکستان والے آپ کو روکنا چاہیں۔'' کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زارا نے کہا۔

''تو میں ان کی خواہش کا احترام کروں گا۔'' وہ مسکرایا۔

''شکریہ۔۔۔؟'' وہ مسکرائی۔''ٹھیک ہے میں کچھ عرصے میں لوٹ کر آؤں گا، میرا انتظار کرنا ٹھیک

ہے؟'' اس نے جاننا چاہا وہ اس کا انتظار کرے گی۔

''ٹھیک ہے۔۔۔۔! میں انتظار کروں گی۔اللہ حافظ۔'' اپنا یقین تھما کر اس نے اجازت چاہی۔

''اللہ حافظ۔۔۔!'' اس نے بھی دھیرے سے کہا۔

اسی وقت اس کی نظریں معید اور اجالا پہ پڑیں دونوں اس کی گفتگو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''تم کس لڑکی کا ذکر کر رہے تھے عاقب۔'' معید نے دوبارہ گفتگو کا سرا وہیں سے جوڑا۔

''تم گیس کرو۔۔۔تم جانتے ہو اسے۔'' عاقب باقاعدہ پہیلیاں بھجوا رہا تھا۔

''میں۔۔۔میں تو کسی لڑکی۔'' ایک دم وہ چونکے۔

''تو کیا زارا؟''

''یس۔'' اس کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ ابھر آئی۔

''رئیلی۔'' وہ اچھنبے کا شکار ہوئے اجالا کے چہرے پہ بھی خوشگوار مسکراہٹ ابھر آئی۔

''رئیلی۔'' عاقب بھی انہی کے انداز میں بولا۔

''یہ تو بہت زبردست سا سرپرائز ہے۔'' معید حسن کو واقعی بہت خوشی ہوئی تھی۔

''اب تو تمہارے سامنے اس کا پوزیٹیو جواب آگیا ہے۔اب میں انشاءاللہ جلد ہی واپس آرہا ہوں پھر آپ لوگوں کو دوبارہ زحمت دیں گے۔'' وہ خوشگواری سے بولا۔

''اچھا بھی۔'' وہ اجالا کی سمت متوجہ ہوا اس کے چہرے پہ بھی دھیمی مسکراہٹ ابھر آئی اور اس نے محض سر ہلا دیا۔وہ دوبارہ معید کے گلے ملا اور ایئرپورٹ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

اسے خوشی تھی کہ اس نے بروقت ایک بہتر قدم اٹھا کر اپنی دوستی دوبارہ بحال کر لی تھی اور دوبارہ سب کی نظر میں ایک مقام بنا لیا تھا باقی رہا دل۔۔اس کا کیا ہے دوبارہ سنبھال لیں گے اپنی ہی چیز ہے۔''

''معید بعض اوقات ہم کتنی بے وقوفی کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ کے خلاف جانے کی کوشش کرتے ہیں۔'' ایئرپورٹ کی سنسان سڑک پہ معید اور اجالا ٹہل رہے تھے تو اجالا نے کہا۔

''کس بارے میں۔۔۔۔'' معید اس کی سمت متوجہ ہوئے۔

''جو رشتہ اللہ نے جوڑا۔۔۔۔ہم وہ توڑ کر اپنی مرضی سے رشتے قائم کرنا چاہ رہے تھے اگر یہی رشتے بننے تھے تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ رشتے قائم کر لیتا ہمیں یوں جبراً کوشش نہ کرنی پڑتی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرے لیے چنا اور اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے آپ کو زارا سے ملانے کی کوشش کیوں کی۔اگر آپ میری بات مان لیتے تو میں جیتے جی مر جاتی۔۔۔۔میں اللہ کا قائم کردہ رشتہ ٹھکرا رہی تھی، کتنی نادان تھی، میں پوری دنیا کی خاک بھی چھانتی ایک عمر تو مجھے آپ جیسا شخص نہیں ملنا تھا۔۔۔میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں اور تاحیات رہنا چاہوں گی۔'' ایک الوہی سی چمک تھی اس کے چہرے پر ڈوبتے سورج کی بنفشی کرنیں اس کے چہرے پہ پھیل کر اسے بہت خوبصورت بنا رہی تھیں۔

معید بھی بے اختیار اپنے رب کے شکر گزار ہوئے کہ ناشکری تو انہوں نے بھی کی تھی۔کہ وہ عاقب اور اجالا کا تعلق جوڑنا چاہ رہے تھے۔مگر دونوں کے ری ایکشن پہ بروقت سنبھل گئے ورنہ ان کے حصے میں بھی پچھتاوے رہ جاتے، ہم لاکھ جتن کر لیں ہمیں ملتا وہی ہے جو ہمارے نصیب میں ہوتا ہے۔معید دھیرے سے گنگنانے لگے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

''تیرا غم میرا غم۔۔۔۔۔'' اجالا نے ان کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا اور مدھم سروں میں یہ شعر پڑھا۔

جو ملا مجھے وہ میرا نصیب، جو ملا نہیں وہ میرا نہ تھا

تیرا دل یہ رمز سمجھ گیا تو کوئی کمی نہ رلائے گی

ختم شد